

معاملات بلقان

گورنر قلعہ خانیہ کو بھیجا رواد ہوا ہے۔ تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو بخاری
رہایا بنے پرائل کرے۔ اور ملا حراحت امامت قبول کرنے پر آمادہ
کے۔ بخاری فوج نے صفحے پاشا اور ایکوڑ نوہو کو سہل اور
چوہہ صف زمین پایا ہے۔ اور دریا کے ارداس کے جنوبی بیہات جل ہے
ہیں۔ جبکو باشتی ازرق رہے قاعدہ ترکی سپاہ اوہیں آتے وقت
آگ لگا کر محس د۔

آسٹریا اور سربووا - آسٹریا نے مارا کتوبر کو سربووا سے مطالبہ کیا کہ سربو سپاہ فوراً اہلیہ کو خالی کر دے۔ جو سربو سپاہی آسٹریا کی تائید کی۔ لیکن سربووا نے نیت و دل کیا۔ اس پر ۲۸ اکتوبر کو آسٹریا نے فائر شروع دیکھا۔ آٹھ دن کے اندر اندر اہلیہ خالی کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس کا فوراً جواب دیا تھا۔ اور سربووا نے تسلیم کر لیا۔ آسٹریا کی اس کا مدد والی کانفرنس میں ناگوار تاثر تھا لیکن آسٹریا خیال کرتا ہے کہ امن یورپ کے لئے اس کا کرنا ضروری تھا۔

یوزمان وٹرکی۔ یمن وٹرکی کے امین گفتگوئے مصالحت نہایت قابل اطمینان طور پر ہو رہی ہے اور قریب تکمیل ہے۔

ایملن: گذشتہ ماہ میں کئی محصولات کی آمدنی میں ستر ہزار پونڈ کا اضافہ
 ہو گیا ہے۔ پائینسٹ ایملن کا انتخاب گزشتہ ماہ میں ہو گیا۔

چہ سال از منہ ہندوستان کا آئندہ پہ سال از سر پر کیسے پڑن تو رہے
ہم جو کہ گنڈ پڑ جائے گے نام پہ سال از سر پر کیسے پڑن تو رہے
آج ہی شان و جلوس

[illegible]

سے سابقہ پڑتا تھا جو جوہر میں نقطہ خیال سے کمال طور پر قطعاً بابت نہ تھے۔ لیکن یہ مختلف اقسام میں سے اکثروں کو ایسے لوگوں نے معاملہ کرنا دیکھا جو اور تحصیل علوم غریبہ کو دونوں پہلوؤں سے تنہا سے ہندوستان میں گورنمنٹ اور اس کے راکین کے خلاف نہ تھے۔ چینی بڑھ گئی ہے ہم سب کو بڑا آکس میں کام کر رہیں۔ ان فرائض پر جو ہم استنباطی سے بجالا رہے ہیں۔ بھگت چینی کو بڑا نہ تھا چاہے۔ بھلائیہ مصلیٰ کے خصائص و نام کو روشن کرنا تمہارا کام ہے۔

پہنچیں تو تکفین۔ جرمن ہوائی جہاز سبھی بڑ سپین کے حادثے
 تلف شدگان کی تجیز و تکفین جسے امرائے مل میں آئی قیصر جرمن
 نے کسے سے غلکرم ۲۲ باتونوں کو سلام کیا۔

سندھ ہم بھل کا تصفیہ فریقین کے حسبِ نشانہ ہر جہاں بیچا۔
 زنجبار کا مستقبل۔ زنجبار کے متعلق ایک بے نیاز خواہ اڑی
 نئی کہ جزیرہ زنجبار جہستی کے علاقہ کے ایک محض افریقہ کے کسی
 دو حصے میں ملاحت حاصل کی جائیگی۔ جنہاں اس کی تفریق ہو گئی۔

مورنٹس پر نکل - مورنٹس پر نکل نے ہم سفر کو اطلاع دی
ہے۔ کہ کہیں اب اس ہے ایسا گنہگار زندگان میں جو پولیس میں
چند کچھ افسر اور چھوٹے مہواریں - بنات کالاج کل مکہ میں
میلوں ایسا تھا تب اس کو گولیوں کے کہ اس خوردش میں فوج بھی
شک یک تھی - یہاں ہوں نے ایک تو بخاندہ کے فیکو ملک کر دیا -
الٹس سے مہتر تک - ایک فرخ ہوا باز بلزاد چارست -
میرت - بیروت - بیروت - بیروت کے راستہ قابو
کے نام

ہندوستان کی خیریں

سڑائی ادا ہو کا مصروف۔ کانپور میں غنہ کے متعلق تجویز ہے کیا تو
 اس سے حایوں کے جہازوں کی کمپنی مقرر کی جائے یا کانپور میں ایک
 نئی سکول یا تیم خانہ مقرر کیا جائے ؟

شکریہ و سپردہ کے فیصلہ پر انڈیا مسلم لیگ اور مسلمانوں
 کا تمام امنیں شکریہ کے لینے کی پیشکش پاس کر دی گئی۔
 سوکھا اثر۔ ۵۰ اکھوت کو بکوں کے ٹینڈو جاری کرنے کے متعلق طلبہ کو
 بلا لیا گیا۔ چیلرنگ کے دیوالی کے درخواست کی جہاں ہے۔ اس کے متعلق ۱۲
 تھوڑی کی فری فیصلہ صاحب ڈسٹرکٹ جج لاہور میں رکھے۔
 میٹھی کی مل جلالت بھی ناکہ کی چنانچہ انجمن دلال کے سکرٹری نے احتیاط

یہ دیکھا کہ ہوشیاری کے غلبہ میں غزموں نے یہاں کالہیے ہیں۔
 حضور و ائیسر اچھے حد پر ہیں۔ سیاست پر کانہ کی سیاست کے بعد
 سبب حیدر آباد جانے والے ہیں۔ جہاں ان کے استقبال کے لیے لشکر
 سے تیار ہیں ہوسہی ہیں۔

تفتیش گورنر پنجاب کی کہنی میں ضرب لگی تھی۔ وہ کھولی جھلا ہو
فرض علاج پہنچے اور +

نزع عہد اس علی بیگ اور بڑے ۱۷۰۰ء - انعام ہے کہ نزیل منٹا میں
 علی بیگ مہراڑیا کو قتل اپنے عہد کی میعاد ختم ہونے کے بعد ریاست
 ۱۷۰۰ء میں کسی اعلیٰ عہد پر مقرر کئے جائیں گے۔

تھا اوی مورنٹ ہند نے تعداد کی غرض سے ۵ لاکھ روپیہ مالک
توسط اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ اجیر ملک وائر کے لئے بوجہ قلت پیش
مظہور فرما ہے۔

بیبیٹھیں سبیل الرشاد کی سیاحت اور ایس۔ ایم فریٹز بے ایڈیٹر
بیبیٹھیں الرشاد قطیفہ جو مشرق میں اسلامی جذبات و خیالات سے
گاہی حاصل کرنے کی غرض سے سیاحت کر رہے ہیں متبع کن گن
سہا

استقلال افسوس ہے۔ کہ لالہ حسن علی صاحبی پٹنہرہ لکھنؤی
حرکت طلب بندہ جو مجھے استقلال ہو گیا۔

منصب میں اضافہ پر حضور نظام کی گورنمنٹ نے محمد علی
نور وکمال دہم دوستی سے شمس العلماء مولوی شجیل خاں کے مرغب
سے دو سو روپیہ ہوار کا اضافہ فرمایا۔ مولانا موصوف کو ریاست بھپال
کی تعینادہ اس کے محلے کے خراج کے لئے دو سو
روپیہ ہوار عطا ہوئے ہیں۔

بمبئی میں اداویہ طے شدہ درجہ بندی ہندوستانیوں کی حدود
 اداویہ پانچاں کی غرض سے ۱۹۴۷ء کو کنٹرول کریم بھائی ایلیم کے
 مترواق بمبئی میں ایک عارضہ فزکس میں انجینئر مشرک کھلنے

کی توفیق حاصل ہند گو گذشتہ سیکھ میں انجمن ضیاء الاسلام
شعبہ علمی نے تنک پاری واپڈ میں دیہاتہ توفیق مذکور نے بمبئی کی
میں سجدہ کو جلالہ تہاب سلطان المعظم کی طرف سے ایک خالیجہ

لوگو! یقینوں کا اخراج، سبیل کوٹ میونسپلٹی نے بس
 بازار کی دیکھیں اور کنک سڑکی سے طوائفوں کو سناج
 نیکانہ دیکھیں ہے +

ایک ہفتہ مختصر مقررہ کردہ کے اندر ہندوستان میں ۱۷۷۷ء میں اتحاد
کے ہندو مسلمانوں میں اختلاف و اتحاد کے ثمرات ہیں۔ ایک ہفتہ مختصر
مقررہ کردہ کے اندر ہندو مسلمانوں کو مل جل کر تعلیم کی ضرورت

انفصل قادیان

بروز بدھ - مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء

یونیورسٹی احتیاط کرے

جہاں انسان کو بعض ایسے واقعات پیش آتے ہیں۔ کہ جن پر وہ خوش دل اور کھلے سینہ سے ظلم ٹھاتا ہے۔ دل ایسے معاملات بھی ہوتے ہیں۔ کہ جن پر غم فرمائی کہتے ہوئے دل پر درد اور آگھیں برہم ہوتی ہیں۔ میں افسوس ہے کہ آج میں ایک ایسی ہی بات پر ظلم اٹھانے کی ضرورت پیش آئی ہے کہ مجھ کو جھک کر دل کا پتا ہے۔ اور جھک کر کھڑے اُسے جا رہے ہیں اور منافقت برداشت کر رہے ہیں۔

میں سنا چاہوں یہ خبر پڑھ کر تعجب ہوا تھا۔ کہ اُنڈی بی۔ اے کو کورس میں بعض ایسے فقرات میں۔ کہ جن کو یہ کہ ایک مسلمان کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ سدا بیڑ مراد ہے میرا خیال ہے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کیا تھا کہ اگر وہ ان فقرات سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں تو سیکنڈ انجمن اسیز کو پڑھ کر دیکھیں۔ وہ ان فقرات کے بیچ کہنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے جسے خیال میں میرا خیال ہے۔ نہ ہی نہایت ماموق اس مذاذ کو اٹھایا ہے اور ابھی وقت ہے کہ ان فقرات کے متعلق گورنمنٹ کو متوجہ کیا جائے اور اپنی ہرمان گورنمنٹ سے نہایت اوجہ استماع کھلائے کہ وہ ان صفحات کو کورس سے خارج کر دے جن کا پڑھنا ایک مسلمان کے لئے موت سے بدتر ہے۔

میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے اور افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ جیسے کہ معزز ممبر میرا خیال ہے کچھ صفحات اس کتاب کے ایسے ہیں۔ کہ ان کو ایک باغیرت مسلمان کبھی پڑھ نہیں سکتا اور لی اسے کے امتحان کی لڑم تو آگاہی ایک باغیرت مسلمان جس کے سینہ میں ایک زندہ دل ہو۔ ان فقرات کو سبق کے طور پر پڑھنے کی بجائے مزہ زیادہ پسند کرے گا۔

میں یقین ہے کہ کارکنان یونیورسٹی نے جان بوجھ کر یہ کورس نہیں مقرر کیا۔ مگر ہرگز ان کا یہ منشاء نہ تھا کہ وہ ایسی کتابیں مقرر کریں جن سے مسلمان طلبہ کو تکلیف ہو کہ یونیورسٹی میں ایسے پڑھنے جاتے یا کہ جن کی نسبت ہم یہ خیال بھی نہیں کر سکتے کہ وہ ایسی کتابیں کا انتخاب پنہاں کریں گے جن میں اسلام یا بائی اسلام کی تہک ہو۔ لیکن اس خیال سے کہ یہ تو تسلیم ہو جاتی ہے کہ اس انتخاب میں جو بد دستہ مسلمانوں کو دکھ دینے کی کوشش نہیں کی گئی لیکن اس کی ایک مطلب یہ ہے

کو جو تکملہ دکھانے کے لئے اس کتاب کا انتخاب نہیں ہوا۔ اس لئے طب سے کورس میں رخصت دینا چاہئے اور مسلمانوں کو نہایت ٹھنڈے دل سے اسے اس خیال سے پڑھنے دینا چاہئے۔ کہ اس کا انتخاب تنگ دینی سے ہوا ہے۔ اور جان بوجھ کر انہیں تکلیف نہیں دی گئی۔

کسی نیت یا کسی ارادے سے یہی اس کتاب کا انتخاب ہوا ہو۔ مسلمان اسے نہیں پڑھ سکتے۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ وہ یونیورسٹی سے یہ مطالبہ کریں۔ کہ وہ فوراً ان صفحات کو جن میں مذہب اسلام کے خلاف سخت دیوید و پیچیدگی کیا گیا ہے۔ کورس سے نکال دے۔ اور ان کو کوئی کورس خالی کر دے کہ جن میں سور کے گوشت کا ذکر ہے۔ مینا یا پھر طبیعت انسانی پر بہت شاق گذرتا ہے۔

ہم وہ الفاظ پوسے طور سے اس جگہ درج نہیں کر سکتے جو کالی نے ہائے تکفیرت کی شان میں استعمال کئے ہیں۔ کیونکہ وہ بہت ہی سخت ہیں۔ اور ان کا پورا درج کرنا خطہ سے غلط نہیں کیونکہ وہ کمالان طبیعتیں خواہ خواہ جوش میں آکر زور فرستے ہو جائیں۔ لیکن پورے ترجمہ دینے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم ان کو کچھ بھی مطلب نہ بیان کریں۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں کو ان الفاظ کی اہمیت اور افادہ کی سمجھی کی طرح معلوم نہیں ہو سکتی۔

(چکے سنمون میں وہ الفاظ میں بکھانے نے ذکر کیا ہے) کارنامی شکیں پڑ کر تعریف کے جوش میں اپنی حیثیت کو بالکل اصل کر نہیں سکے ہیں نکل گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ شکیں پڑ کر تعریف متل کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمت (نوروز بانٹا کئے تیر کیوں نہیں ہو سکتی تھی اور اس کی شکیں پڑ کر ایک کڑوں انسانوں کے مدنی کے ذکر کے

سنی ہی کیا ہوئے گا کہ ان نے جو کالیں سہل کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہیں۔ ان کو جانے دو۔ ایک مسلمان تو اس فقرہ کا سننا پڑنا سنیں گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ آپ کی تعلیم تو انوروز بانٹا۔ عرب میں پوشیدہ اور پانی ہو مٹی اور شکیں پڑ کر تعلیم ہمیشہ کے لئے عیب کا اور دیکھ ملک کی سب دنیا کے لئے ہلاکت کا موجب رہی۔ کہ ان وفاداروں کا ادنیٰ اور کہ ان شکیں پڑ کر تمنا نہ کرنے والا۔ ان دونوں کی نسبت ہی کیا ہو سکتی ہے شکیں پڑ کر ان میں کوئی دیکھو کیسا تھا۔ اس کی سوا خمری پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خود۔ سکا چال چن نیک و پاک نہ تھا۔ پھر

خمس خود بخود ان ہزاروں گناہوں میں مبتلا تھا۔ جس نے کوئی کیا اس کی کفری ہے۔ کارنامی کہتا ہے کہ شکیں پڑ کر یہ سے خود بانٹ بہت زیادہ کامیاب تھا۔ وہ آپ میں مسیح پر ہی بات مروت آئے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی دانا انسان ایسی بات کہہ سکتا ہے جو کالیں نے کی ہے۔ کہ جو جس ملک میں شکیں پڑا تھا۔ اس کی حالت عجب بہت

بھی تھی۔ لیکن اس نے کتنے انسانوں کو ہلاکت کی مار کھینے اور میل غاس کی پڑی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ حالانکہ ہماری جی کریم نے عرب جیسے ملک کی حالت ایسی بدل دی کہ خود دشمن بھی مقرر ہیں۔ کہ دنیا کی تبلیغ ایسے تفریک نظر نہیں پیش کر سکتی۔

مگر وہ کارنامی کے اعتراضات کے جواب دینے کی ضرورت نہیں اس وقت تو میں یونیورسٹی سے یہ مطالبہ کر رہا ہوں۔ کہ وہ جلد جلد اس کتاب کو اس کے قابل اعتراض حصوں کو اپنی اے کورس سے خارج کر دے۔

اس حکم میں یہ بھی یکدہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ہماری اس تحریر کو کوئی شخص یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ اس میں گورنمنٹ انگریزی کا کوئی قصور ہے اس میں گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ خود ہمارا قصور ہے۔ کہ جو یونیورسٹی حرم گورنمنٹ کا مجبور نہیں۔ بلکہ اس میں خود مذہب و ملت کے قائم مقام چنے جاتے ہیں اور مسلمانوں کی بھی اس میں ایک خاص تعداد ہے۔ بلکہ اسٹیک کی کمی میں بھی مسلمانوں کے قائم مقام موجود رہتے ہیں۔ جو اگر اپنے فرائض کو سمجھتے تو انہیں اس کتاب کو کورس میں نہ لکھتے۔ بلکہ اس سے روک لیتے تھے۔ اور ان کے اعتراض کو نہ صرف اس کتاب کو کوئی نہیں لکھ سکتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کا حال یہ ہوا ہے۔ کہ وہ کچھوں میں تو شور مچاتے رہتے ہیں۔ مگر کام میں ان کا خاندان بالکل خالی رہتا ہے۔

یہ سب لایا تو تو نہیں۔ کہ یونیورسٹی کورس میں اس قسم کی کتب کا انتخاب ہوا ہے۔ یہ نہیں اسلام کی تہک کی گئی ہے۔ لیکن مسلمان ممبران یونیورسٹی پر بھی اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

میں اب بھی امید ہے۔ کہ مجبوریہ ملافاش ہو گیا ہے۔ اور ظلمی سلوم ہو گئی ہے۔ مسلمان ممبران یونیورسٹی اس بات کی طرف متوجہ متوجہ کریں گے۔ بلکہ ہم خود گورنمنٹ سے امید کرتے ہیں۔ کہ وہ خود یونیورسٹی کی طرف متوجہ ہو کر گئی۔

مسلمانوں کو جانے۔ کہ اس بات کا یقین رکھیں۔ کہ گورنمنٹ کسی ان کی جائز شکایات کو رفع کرنے میں دیر نہ لگائے گی۔ اور مزہ مسلمان طلبہ کو ان دل توڑ دینے والے الفاظ کے پڑنے سے صاف کیا جائیگا۔ اور ان مضامین کو کورس سے خارج کر دیا جائے گا۔ جن کا پڑھنا ایک مسلمان کے لئے مصیبت ہے۔

اتماس

حضرات خیرداران کی خدمت اقدس میں اتماس ہے کہ خطا و کتابت کے وقت خبر خیرداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تمیل کی سبب سے صاف متنبہ ہو

الانخبار والاراء

مسنر نیکر سٹ امریکہ میں

ہم قبل انیس سینٹر
کر چکے ہیں۔ کہ

انگلستان کی حقوق طلب عورتوں کی سرگرمی مسنر نیکر سٹ لندن کے جیلوں سے نخصت ہو کر پریس پر پھیلی۔ اور وہاں سے امریکہ کی عام ہو چکی ہیں۔ دو ہفتہ ہوئے مسنر موصوف کی نسبت ٹائمز لندن میں لکھا گیا تھا کہ مسنر نیکر سٹ کو علاقہ امریکہ میں نازل ہونے سے پہلے کی تجویز پیش ہے۔ اور یہ بھی کہ اس سے سوال کیا جاتا تھا کہ آیا ہند اور باقاعدہ حکومت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ اس خبر کے پچھنے کے بعد کم کو میاں آتا تھا کہ پریس سے ملکر حقوق طلب عورتوں کی سطر نے کہاں کا رخ کیا۔ اور وہ کس جگہ مقیم ہے۔ ہماری سرکشش کو آخر ریور کے ایک اسٹنہ دور کر دیا۔ اور دنیا کو معلوم ہو گیا کہ امریکہ کے رئیس الجہوریت مسنر ولسن نے مسنر نیکر سٹ کے داخلہ کا مسئلہ اپنے ہاتھ میں لے کر مسنر موصوف کو امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت دیدی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جگہ حقوق طلب عورت امریکہ میں جا کر کیا کل کھلائی ہے۔

ہندوستان پر ولایت کا اثر

خواہ اور وطن پرست لوگ اس امر کے شاکی ہیں کہ ان ہندو پر کی خرابیوں کے دلدراہ اور خوبوں سے لاپرواہ ہیں۔ اور فرنگستان کی شہریت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے ہندوستان لے اپنے نوجوان فوجیوں کے غلط رویہ کے باعث سخت نقصان اٹھایا ہے۔ یہاں کے نوجوانوں نے یورپ کے ناکسٹ کا تہنہ کیا۔ تہنہ سٹک راستہ پر قدم مارا۔ چین کی تقلید کی۔ اور آخر نقصان اٹھایا۔ اب جگر دیکھا کہ حقوق طلب عورتیں ڈاک کے بکوں تک میں تیرا ب ڈال کر خطوط جلا دیتی ہیں۔ اور سی سی ویسی دور کی خرابیوں کی رتی رہتی ہیں۔ تو قبول ہمدردی کے شریروں کوں نے تیرا کی بجائے جانتے بھرتی کے پیچھے والے دیار میں جلتا ہوا گرت ڈال دیا۔ اور تمام خطوط جلا کر رکھ دیا۔ یہ ہے ہندوستانی بولوں کا تہنہ کی تیا سبق۔ خدا تعالیٰ اس کی تھوڑی سی غلطی کے

عبرت انگیز حادثہ

وہ جو دل رکھتا ہے۔ پھر اس کے دل میں درد اور خوف خدا ہے۔ خشیت اللہ ہے۔ اور اس کی آنکھوں میں واقعہ کسی غفلت کے ماتحت اور ہر دوزخ سبق اور عورت انگیز ہی کے ہوتے ہوئے بیکٹری کی خبر کا رد و ف واقعہ غفلت ان میں گولہ کی کان کے پھٹنے اس میں آگ لگی ہے

اور اس کا منہ بند ہو جائے ہے۔ آدمی ہلاک ہوتے۔ ایک عورت کا شہر تین بھائی اور چار بھائی کے تعلق ہو گئے۔ ایک دل لادینے والا حاضر ہوش رہا سا منہ ہے۔ اور عورت انگیز واقعہ ہے جس کی نظیر انگلستان کی تاریخ کے گذشتہ ۷۰ سال میں موجود نہیں۔ لیکن تھوڑے ہیں۔ جو اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر نوح و لوط کے دن آنکھوں کے سامنے دیکھ کر اس زمانہ کے نیکر کی تلاش کریں گے۔ کا شکریہ ادا کرنے سے جاگتی۔ اور جگہ لے لے کو باہر سرور نہ کہنا پڑتا۔

یہ وہی غفلت کے لحاظوں میں پڑے سوتے ہیں

وہ نہیں جانتے سو بار جگایا ہم نے و خ

جرمنی کا استقلال

ہم ترقی پر پہنچنے مشکلات سے

جہاد کر رہے ہیں۔ اور کامیابی کا جہاد کر رہے ہیں۔ تودہ استقلال ہے۔ ہمارے زمانہ میں تو ہم نے ایک صدی کے اندر اندر حیرت انگیز ترقی کر کے دکھائی ہے۔ وہ جرمنی ہے۔ جرمن قوم نے تجارت میں آلات حرب کی تیاہی و بری و جوری افواج کی جیت و قوت کے بارہ میں جو کچھ کیا۔ وہ دوسری اقوام کے لئے جہاں جہاد خطو ہے وہاں ایک سبق بھی ہے۔ اگر جرمنی کی اس بے نظیر کامیابی و ترقی کا امتثال کیا جائے۔ تودہ لفظ استقلال میں ہے جس قوم کے لاکھوں روپیہ کی لاگت کے ہوئی جہاز تیار ہوتے ہیں۔ اور نقصان مال کے ساتھ اتلاف جان بھی ہوتا ہے۔ اور وہ استقلال کے ساتھ قدم تسکمی بڑھاتی جائے۔ اس کی ترقی میں کس کو کام ہو سکتا ہے اور کون اس کے چھ دفوں سے باہر ہو سکتا ہے؟ اگرچہ جرمنی کا آخری جہاز تقسیم زمینوں ہمارا کتبہ کو آتشیں مادہ کے بڑا کٹھنہ ہے جگر گریڑا۔ ۱۹۰۹ آدمی جو اس میں سواستے ہلاک ہوئے ان میں وٹا بٹے بڑے افسر تھے۔ اب جرمنی کے اس قسم کا کوئی اور جہاز نہیں۔ تاہم قیصر وین ہاشاں اور چیکیاک اس حادثہ سے درس نہیں سیکھتے۔ بلکہ وہ اسے قوم کی فیرت گئے۔ ایک آریا نہ سمجھتے اور آلات پر واز کو تکمیل تک پہنچانے پر ہم ہیں۔ یہ ہے استقلال۔

بل بے بہادر گئے

برغل پور کے بارہمی کوہ الیس کے مشورہ گزار راستوں اور

برف سے پیٹے ہوئے غاروں میں سیکڑوں۔ لسانی جانیں آئے دن ضائع ہوتی رہتی ہیں۔ اور برف کا سفید کفن حشر جانور ایک ہونے لگا تو خود بخود ڈھانچا پڑتا ہے۔ اس دینے اور سفید پوش بیاں میں ہر وقت ایک ہوا کا عالم اور تار رہتا ہے۔ ابنت عرف ایک تمام ایسا ہے۔ جہاں دامن کیسوں کے ملبوں سفید پنا سکھن۔ باکھدے اور صاحب نمف سے عمارتیں مفلت ہو کر گرنے کے لئے۔ انہوں نے کتنے بھی پال رکھے ہیں

جو بھولے بھٹکے مسافر کو خانقاہ کا راستہ بتاتے اور مصیبت میں ان کی جان بچاتے ہیں۔ اس خانقاہ کا نام سینٹ برنڈ ہے۔ اور اس کا نام اس کے قریب گذرنے والا بھاری درہ بھی مشہور ہے۔ حال ہی میں یہاں سے ایک انگریز سی سی ڈس کالڈر ہوا۔ اس نوجوان نے راستہ کو غفلت کرنے کے لئے پگ ڈنڈی پر پٹنے کی کوشش کی لیکن پاؤں پس گیا۔ اور غریب الوطن مسافر بھڑکے ڈبواں پہل پل سے لڑکھڑکھتا ہوا فانی کی تین چار با۔ اور سخت زخمی ہو گیا۔ وہ بھوک اور شدت سردی سے زخمی کو بیک کہنے کے لئے تیار تھا۔ کہ سینٹ برنڈ کے ایک کتے نے اسی کو دیکھ لیا۔ اور چونک بھونک کر راستہ چلتے مسافر کو اپنی طرف متوجہ کر کے فار کا راستہ دکھایا مسافر نے زخمی انگریز کو اٹھایا۔ وہ اب ایک ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ اور اس کی صحت کی حالت اچھی ہے۔ بل بے بہادر کتے تو نے ایک انسان کی جان بچائی تیری اس ہمدردی میں انسانوں کے لئے ایک سبق ہے۔

بھوروں اور گوروں کا جنگ

جزیرہ عمان کے صوبہ
الدرخاٹ میں تھوڑے
سے تھوڑے معنی جنگ
شروع ہے۔ جنوبی

آدھو فوج کا سپہ سالار اور شمالی افغان ملک سپاہ کا نام گوری فوج رکھا گیا ہے۔ پہلی لڑائی ۱۱-۱۲ ستمبر کو ہوئی۔ جہاں فوج نے دیانے نیر کے کشتیوں کے بل پر قبضہ کر لیا۔ اور اس طرح پہلے ہی مقابلہ میں ان کا پڑھاری ہو گیا۔ اب کئی کئی فوجی لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ آخری جنگ ۱۳ ستمبر کو لڑی گئی۔ میدان جنگ ۸ میل لانا تھا۔ گوری فوج خوب بھڑکی سے مقابلہ کر رہی ہے۔ اس جنگ میں طیاروں سے بہت کام لیا جا رہا ہے۔ ۱۳ ستمبر کو گوری سپاہ نے میانہ طیارے اٹھائے تھے لیکن موسم کے غلاب ہونے کے باعث صرف ایک کٹر پرواز سہمی ہ ڈالنے کا اچھا کام کیا۔ پھر پانچ دو طیاروں نے اس پر حملہ کیا۔ لیکن فیر سے ہٹے پکڑے کچھ نہیں بچ سکے۔ اس جنگ کے نتیجے میں خود کیا گیا ہے۔ کچھ جگہ علاقوں جہاں درخت بکرت ہوں۔ انہوں نے پرواز کچھ کام نہیں دیتے۔ انہیں چھ نہیں آسکتے۔ اب تک بھوری سپاہ کا پڑھاری ہے۔ گوروں کی ایک کشت سپاہ کا کرنل بعد سے ساروں نے گرفتار کر لیا۔ بعد بہت سی بھوری فوج بھی گرفتار ہوئی ہے۔

احسان کی یاد

جنگ کا خون تھا ریو شاہ دند فضا
بے خوف فزاد و فزاد شیریں
کاٹا کاٹے والے غلام کو یاد رکھتا ہے۔ اندشہ کا ذلیل ترین فضا خدا
کتنی سوئی ڈالنے والے پرمہد نہیں کرتا۔ لیکن احسان فرموش انسان
اگر ذرا کوئی امر طبیعت کے خلاف دیکھتے تو سے بعض اوقات سیکڑوں
کے ایک خیر لڑکے کی طر زان کا پاس ہوتا ہے۔ نہ بچ کا ادب

اور بیکٹری کی خبر

دجائیلوں سے تھے۔ وہ ماں و تیس مہائی کو فروغ اور حسن باپ کو گھائل کر دیتا ہے۔ اور خود بھی احسان فراموشی اور حسن کشی کے باعث کھوکھلا کوہ پہنچتا ہے۔ ماں و باپ کی محنت یکساں محو و مادم کے کہیں بھی نیک سیرت اور احسان کے بدلہ احسان ہے پیر گل پیرا ہونے والے موجود ہیں۔ مگر کے مشہور فرار اور اظفر خاں نے اپنا نام سن گنگو پرن رکھا۔ اور یہ سن آقا کے احسان کی یاد میں خاندان کا نام ہی برہمن کو دنیا لندن کے فیروز خان کو قابل اثر پڑنے پر حرم باجے دوست اور اپنے ملی فروغ و افسر مشر دوسرے کے نام پڑا پڑے تھے دو سے ملکہ نہا ہے اور مشہور قابل قلم پیر لوٹی کا سکریٹری بیا کھوتا ہے۔ گلابیہ باپنے اپنے ایک ترکے مست عثمان آفندی کی یاد میں میر نام عثمان دانی رکھا تھا یہی فخرت انسانی کا تقاضا اور وہ تھا۔ طاغوت کی شادی کا نتیجہ یہاں ہے

جو احسان کرے اس کا گن ماننا

سدا اپنے محن کو چھپانا غر

جب تک مسلمانوں کو اپنے دین کے لئے غیرت تھی جب تک اشاعتِ اسلام اور شہادِ اسلام کی پابندی

اسلامی ممالک میں مسیحی مشنری

کا ویلیان ملک اور امریکن سلطنت کو کھیل خیال تھا۔ اور اسلام کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ بھی مسلمانوں کا اصرار جاری تھا۔ لیکن جب انہوں نے خدا کے دین کو پس پشت ڈال دیا اور عیاشی و آرام طلبی کے دلدادہ ہو گئے۔ تو غیور خدا نے بھی ہنہ مڑ دیا۔ سوچیں کہ ایک اسلامی سلطنت کھلتی ہے اور اسکا بادشاہ خلیفۃ المسلیین کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن مسیحیت کی اشاعت اور وجاہت کی ترقی کو دیکھ کر مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ ترکی حیدر کی ابھار ریاست بھی بدتر حالت میں ہے۔ اشاعت تو درکنار وہاں حفاظت اسلام کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ مشنری عورتوں کی امر کے گھروں میں رسانی ہے۔ اور مسلمان خایہ و ملازمہ پر مسیحی عورت کو ترجیح دیکھتی ہے۔ ہر شہر اور قصبہ میں دجل کی پاء کے نیو ڈال رکھا ہے کیلے بیڑتیں ہیں یا ہلیوٹی مسد گاہیں ہیں۔ کلج ہے یورپورشی ہے اور دین سے زیادہ زائد مدارس ہیں جن میں سے بعض صرف مسلمان لڑکیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ایک ہسپتال اسکول ہیں شریف خاندانوں کی یہ لڑکیاں پڑھتی ہیں جو بالآخر مہر و ہر برس سے کے علاوہ ایس ٹیکس کی ہیں۔ امریکن شن کی درگاہوں کے علاوہ صرف علیحدہ شام میں فرامیسیوں کے بھی ہسپتال اسکول ہیں۔ اس زہریلے اثر کو روکنے کے لئے مسک گورنمنٹ کو کچھ فکر نہیں۔ نہ ہی بقول نواب محمد عارف خاں جسے بڑے شہر میں کئی بزرگ عالم ہیں جو کو کو دین و امانت

اور تعلیم کا شوق دلائے۔ بلکہ دو جہد و ستانیوں نے ایک درس گاہ المومنون قلعہ العلوم قائم کی ہے جس میں دو سے شروع کر کے اب بارہ کلاس تھیں ہوئی ہیں۔ یہ ہندوستانی دہلی کے باشندے اور بیروت کے امریکن یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں۔ ان کے نام محمد عبدالستار جری ایم۔ اے۔ اور محمد عبدالجبار بی۔ اے ہیں۔ ترکی کے بعد مسیحی سرگرمی کا مرکز مصر ہو رہا ہے جہاں کے مسلمانوں کی لاپرواہی کا مصری ایشب سخت شاک ہے۔ جن اسلامی مالک کا یہ حال ہو گا اس پر دوبارہ دیکھئے کہ وہ کیا۔ یاد رکھو جو خدا کے دین کی پرواہ نہیں کرتا۔ خدا کو اس کی ہر گز پرواہ نہیں۔

یہ وقت جبکہ مالک اسلام میں غلط فہم میں ہیں۔ یہی سبھی گتیں فعال و جاہلی کے عیش و

انگریزی رعایا ہونا باعث عزت ہے

غاریں دیکھی جا رہی ہیں۔ مسلمان خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکرانہ کے باعث زمین کی حکومت سے محروم ہو رہے ہیں۔ یہ امر موجب طمانیت ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو وہ حکومت تیسرے ہے۔ جس کی رعایا ہونے میں بقول ایلڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کچھ انیڈا اور کچھ عزت و بجا و محبوب عالم صاحب روایت سے سمجھتے ہیں۔ انگریزی رعایا ہونے کے باعث انکا پروردگار باری جلدی بلکہ بعض اوقات مرتبے پہلے داخل کیا جاتا تھا۔ اور ایک جگہ ان سے پانچ فریڈک و مصل کے لئے۔ لیکن البتہ ان انگریزی رعایا ہونے کے باعث واپس کر لئے گئے۔ یہ انگریزی رعایا ہونے کا ہی باعث تھا کہ مشر محمد نے سالانہ انکا اور انڈیا ناپل میں ہندوستان بیٹھے بیٹھے اس وقت ملی ملازمہ ہم بیو بچائی۔ جب خود ترکی ایسا کرنے سے عاری تھی پھر۔ انگریزی رعایا ہونے کا ہی فیصلہ ہے۔ کہ یہاں مشر غزنوی کی ترکی حکاک میں عزت کے ساتھ استقبال کیا جاتا تھا۔ یہ وہ حکاک کو صاحب موصوف کا مناسب اعزاز کرنے کے احکام پر مروج چکے ہیں۔ پس مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ لیکن پرستش اور باخفا حضرت امام حسن گورنمنٹ کا عمل

یہ خنکی کیوں ہے؟ اولیٰ کے اعتدال پسندوں کا جلسہ فرضی قوم پرست گروہ کو ناپسند تھا۔ اس کی کارروائی کو غلط پیرا میں شائع کیا گیا اور نواب صاحب راجپور کو مجبوراً نواب محمد اسحاق خاں سکریٹری علی گڑھ کلج کو موروہن و تشیع بنایا گیا۔ اور کہا گیا کہ یہ سب کچھ اس کا ساختہ پر دخت ہے۔ وہ شخص گھڑی تھی جب اس شخص کو سکریٹری منتخب کیا گیا تھا۔ پھر جب نواب صاحب موصوف کو بیجی کی پرنسٹن عین کا نفرنس کی صدارت کے لئے مقرر کیا گیا۔

تو حزب الامور کے اخبارات نے ان کی نسبت بھلا کہیں کا مبلغ علم معلوم ہو چکا ہے۔ اس نفرت و تجارت کی وجہ کیا ہے؟ اور کیوں سکریٹری صاحب کو بدنامت بنایا جائے۔ اس کا جواب نواب محمد اسحاق خاں صاحب کا وہ اندر ہے جسے جو آپ نے پونا کا نفرنس میں پڑھا ہے۔ نواب صاحب سر آغا خاں کے ان الفاظ سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ برٹش گورنمنٹ ان تمام حکومتوں سے بہتر ہے۔ جو غیر ملکی رعایا پر حکومت کرتی ہیں۔ اور وہ رشید رضا کے ہم آہنگ ہو کر کہتے ہیں۔ دنیا میں صرف مصر و ہندوستان دو ایسے ملک ہیں۔ جہاں کے مسلمانوں کو تعلیم کے معاملہ میں کال آنڈی ہے۔ پھر ان کا اپنا خیال ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ ہندو مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے جس پر وہ مقابل مبارکباد میں۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ خود علی گڑھ کا نج خوش قسمت ہے جس کے سکریٹری کی دوش کوتاہ اندیشی پر مبنی نہیں۔ جو کلج کو سیاست کے اثر سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اگر یہی وجہ تھی ہو۔ تو نواب محمد اسحاق خاں قابل مبارکباد ہیں۔

انجمن خدام کعبہ

اگرچہ ہم حزب الامور کہلانے والے گروہ کی تیز کارروائیوں سے متنق ہیں۔ ہم کو کسی ایسی انجمن کے قیام کی ضرورت محسوس نہیں۔ ہوتی جو حزب کی آئین سیاسی کام کرنا چاہے۔ اور وہ خواہ ایک وفا دار طاقت شعار سید ہے سادے فرقہ رعایا کو موروہن و شکوک و شبہات بنائے۔ اسی بنا پر ہم کو انجمن خدام کعبہ کے وجود پر اعتراض ہے۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ ایس انجمنے نتائج پیدا کرنے کی بجائے غریب مسلمان قوم کے لئے نئے نئے تحریک موجب خطر و زیاں ثابت نہ ہو۔ تاہم یہ امر موجب ترس ہے۔ کہ تو تعلیم یافتہ گروہ نے فرنگستان سے کعبہ کا سرخ کیا ہے۔ اور اب اپنی تحریروں میں دقت کا اعجاز بتانے کے لئے مجھے عفا و ملک وغیرہ تقاضا استعمال کرنے لگے ہیں۔ گورنمنٹ کی جگہ ریش سے چروں کو مزین کیا ہے۔ دلائل پینو بکر بھی نادر کا خیال رہتا ہے۔ اور مشر محمد علی جے کے ادا کرنے کے لئے دقتوں سے چل کر روکنگ تشریف لے جاتے ہیں۔ اور خدام کعبہ کے سکریٹری مشر شوکت علی صاحب کامیڈین فراتے ہیں۔ کہ ہری خواہش صرف اپنے مذہب کو مضبوط و محسوس کرتا ہے۔ اگر انجمن خدام کعبہ کے پیچھے اگر مرید موروہن قلم ہی اسلام کے ہی پابند ہو جائیں۔ اور خدا کے گھر کی حفاظت کا خیال خود گھر والے کے ہر کر کے اپنے ہونچوں کے طلب کی حفاظت کریں۔ تو ہم سمجھتے ہیں۔ کہ بری خدمت ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ اس ملت مسلمان بننے اور خدوں کو آسمانی مخدم و دام کے پہچاننے کی توفیق دے گا۔

انجمن اتحاد ترقی کی آئینہ روش

اگر صبح کا سورہ لاشام کو مگر آجائے۔ اگر مصائب و آٹم کسی قوم کے لئے تازیانہ عبرت ہو کر لئے اصلاح کی طرف بائیں

کریں۔ تظہیب ان مصائب دکھ اور تکالیف کا نعم البدل آئینہ ترقیات میں مل جانے کی امید ہوتی ہے۔ پس جہاں ہم یہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ یورپ کی سفید گروہ اب ہندوستان میں ایک تفسیر پیدا کر رہا ہے۔ وہاں ہیں اس بات سے بھی خوشی ہوئی ہے کہ وہاں خود مختار اسلامی سلطنت کی برسرِ اقتدار جماعت بھی اپنی اصلاح شروع کر دی ہے چنانچہ انجمن اتحاد ترقی کی سالانہ کانگریس کا جو اجلاس قسطنطنیہ میں ۱۸ ستمبر کو ہوا تھا اس میں محض دو دن قابلِ ذکر تجویزیں پاس کی گئیں۔

(۱) مسلمانوں کی زندگی کا طرزِ عمل اسلامی اصولوں کے مطابق ہونا چاہئے۔ ہاں ضرورت زیادہ کا لحاظ بھی ناگزیر ہے ہر زمانے میں اس کی اصلاح کی جائے۔ اور علماء کی ایک انجمن بنائی جائے۔ (۲) ہر علاقہ میں اسی زبان کو ترجیح دی جائے جو مقامی آبادی کا حصہ کثیر استعمال کرتا ہو۔

(۳) مغربی تعلیم کو طرزِ دیا جاوے لیکن آباؤ اجداد کی خوبی کو خیر باد نہ کہا جائے۔

وہ آئینہ لئے انجمن اتحاد ترقی صرف ایک سیاسی انجمن ہے۔ اور جب یہ انجمن برسرِ حکومت ہو تو اس کی مجلس ہی صدر اعظم ہو کرے۔

خدا کرے کہ مستقبل کا راشی دستِ حاکم اپنے لباس کی طبع طرزِ حکومت میں بھی تغیر کرے۔ اور وہ دن قریب ہو کر مسکوں کا طرزِ زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔

گندی تقلید

جب انہیں سے میں کہیں کہیں کی روشنی کی جھلک دکھائی پڑتی ہے۔ اور انگریزی خوان گروہ کو اصلاح کوئے دیکھا جاتا ہے۔ تو خوشی ہوتی ہے۔ لیکن جب اصل تباہی سے آہنگ کا سامنا ہوتا ہے اور یورپ کی گندی تقلید کے منظرِ دل پرستہ پردہ اٹھایا جاتا ہے۔ تو یہ سرف ہمدل۔ سرخ ہو جاتی ہے۔ اور مسلمانوں کی فطرت ان کے اسراف ان کے گم ہونے اخلاقی پر رذائیتا سے بھی گزشتہ عہد کا واقعہ ہے۔ کہ نشان میں نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد نمازِ بقیہ کے سامنے چاروں بصورت لوگیاں چند نائٹ کے لئے آگیاں جن کے لباس پر اسلحہ سوسائٹی کا نشان تھا تاکہ اگر چند ایک چرٹا یا وہاں سے جو جس کی دیوہوں کے لشکر سے ملے

فوقِ قیوت حاصل نہیں کر سکتا۔ ۱۸ اکتوبر کے کامیاب میں اسلحہ سوسائٹی اس جلسہ کی کیفیت درج ہے جس میں کچھ ایسے پروفیسر و فنانت حسین کے فوت گانے کے بعد جس چیری اور سس گاؤن نے بہت سے موزوں و سنا سب مال گیت سنائے۔ ان سرف فنانت پسند لوگوں کو نہ بھی ایک اپنی فطرت کی خبر ہے اور نہ اپنے غموں کی۔ بے مقلدان یورپ سنو۔ اور تلاش کرو کہ کہنے والا کون ہے؟ اور معلوم کرو کہ کون سے جو۔ تبہا سے نقدِ ایمان کو چرا رہے ہیں۔

شہزادہ شہنشاہ کی ہم وزنی کا جنس غافل کجائیں غم روم یا رب خود قسمت قدر

روڈ بار انگلستان کے نیچے مرگ

کاہلہ اجلاس دو ہفتہ ہونے لندن میں منعقد ہوا تھا۔ اس میں روڈ بار کے نیچے مرگ کی تجویز پیش ہوئی۔ اس تجویز کے موافقین نے کہا کہ ان کا اس جنگی کے راستے کوئی خوف نہیں کیونکہ فرانس کے ساتھ جہد نامہ کیا جا سکتا ہے کہ دور کا شیش شنگی کے تھکن کے ماتحت ہو گا۔ اور یہ ایسا انتظام ہو سکتا ہے کہ جب چاہیں مرگ میں اپنی چھوڑیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس بانی کے شک کے لئے بھیجے جائیں۔ اس منفی خطہ کے مقابل مقابلہ کا یہ حال ہے کہ برطانیہ یورپ کے ۵۰ فیصدی مسافر اس راستے سے آمد و رفت اختیار کریں گے۔ اور ایک کڑا ٹوک کہ پونڈ کے ملنے پر ہر لاکھ میں ہزار پونڈ کے سالانہ اخراجات کو وضع کرنے کے بعد خاص گیارہ لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ سالانہ فٹ ہو گا۔ مرگ ۴ برس میں تیار ہو سکے گی۔



اور کل طوں دو دو سے کچھ تک ۳۰ میل ہو گا جس میں سے ۲۰ میل نیکیک ہو گا۔ یہ یورپ میں اقوام کی اور انجمنی اور اس میں ان کی ترقی کے لئے منفرہ۔ روڈ بار انگلستان اور مرگ کا اصل مقام نقشہ میں دکھایا گیا ہے۔

ترنگال کے شاہیند

جہنم ۸ اکتوبر کی شاعت میں یہ خبریں دنیا بھر میں پھیلیں

جلو وطن شاہ پر ترنگال کی تقریب شادی پڑا اور ان کا پورا بے پنی شاہی کے لئے ٹوہرہ ملنے شادمانی بند کر رہے تھے۔ اور امید ظاہر کرتے تھے کہ وہ دن آنو والا ہے جب ہماری شاہی پڑی کچھ ترنگال نیکی۔ پھر ہم نے گزشتہ شاعت میں ترنگال کے شاد پندوں کے تحائف اور ایک مصل کی بے بہار کت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا تھا۔ شاہینوں کی امیدیں بے بنیاد نہیں ہمارا یہ قیاس درست نکلا۔ اور یہ پڑنے بختہ مصل میں خود ہی ہے کہ شاہ پندوں نے ترنگال میں خوش برپا کر دی ہے۔ لوگوں کے حرم نے پولیس کے قبضوں اور جمہوری گاڑیوں کو کمپوں پر چلا کیا بہت سے عمارتوں پر فدا ہوئے بقیہ لوگ ملے حکام نے ایک جلسہ پر چھاپا۔ اگر کچھ بقیہ لوگوں کے بعد سب کو گرفتار کر لیا۔ یہ تو ایک یوے لائن توڑی گئی تھی۔ اس کی اباحت ہو گئی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ترنگال کی جمہوریت کو بھی اور شکلات کا سنا نرانی ہے وہم میں مل کا شاہی لڑی اگست کے رشتہ سے جس کی کے ساتھ تعلق ہو گیا ہے اور جتنی ترنگال کی نو بادیوں پر کچھ کمیتی ہے۔

سود کا اثر

جسٹس بینک اور امریکن بینک نے کام نہ کیا ہے۔ ان کے کئی بینک دیوالیہ لکھ چکے اور کئی کوٹن بند ہو چکی ہیں۔ اگرچہ میں ایک قریب ایک ہزار دو لاکھ دیوالیہ لکھ چکے ہیں۔ سب سے آخری دیوالیہ امریکن بینک رام پور میں دیوالیہ لکھ چکے ہیں۔ اس کی حالت ابتر ہے۔ لوگوں میں پریشانی ہے۔ یہ سب موزوں کا اثر ہے۔ اگرچہ ہوتی تو اس کے نقصان کا اثر صرف ایک شخص تک محدود ہوتا۔ اسے آدمی تباہ نہ ہوتے ہیں وجہ ہے کہ اسلام نے بیج کو حاصل اور سود کو حرام ٹھہرا ہے۔

البانیہ میں کیوں شورش ہے

تاریک و غمی پہلو خفیہ ریشہ وطنی ہیں۔ بھان میں اسی کے فیصل خون کی نیاں ہیں۔ اور سفاکی بناؤں میں جن کی گزشتہ شورش یورپ کی طاقتوں اور جاپان کے حوالہ بالا طرزِ عمل کا نتیجہ تھیں۔ اور اب اگر البانیہ میں دوبارہ شورش ہے۔ اور آسٹریا کو تنازعہ تک لے کر تو یہ آئی ہے۔ تو اس سرور اور یونان کی خیریت پر یونان میں یونانیوں اور دیوں دونوں نے اپنی سرحد پر عداوت متعال دلانے والے افعال کا ارتکاب کیا۔ اور یہ راستہ نیکی و جی البانیہ پر ظلم کرنے میں بھی درمی آخر کو کشیش رنگ لایں اور اس تمام استعمال کا نتیجہ البانیہ کے حملوں میں کی فوجی تیاریوں البانیوں کی شکست اور آزاد طبعی مسلمان البانیہ کے مزید کشت و خون کی صورت میں نمودار ہوا۔ لیکن چاکن بنا چھ مہینہ سرور آسٹریا اور جرنی نے اٹھیں دکھائیں۔ اور یہ بھی بانی انوار البانیہ سے شانی پڑی ہیں۔

نغمہ اکمل حصہ دوم قیمت ۳۰ (نیبر)

تصیق لمیح
کسر حلیب

اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بسبب
ایسے افراد پیدا ہونے والے ہیں جو کہ بتی صدیق شہید اور صالح ہونگے
اس میں کسی کو کلام نہیں کہ صاحبین اسی امت سے ہیں بفضل اللہ
بجائز ہونے میں۔ اور آئندہ انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔ اور شہید
بھی ہزاروں ہونے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ السلام کو نبی کے
لوحے موسوم کیا ہے۔ یہی مسلم میں حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کو نبی اللہ
کے کہہ پکارا گیا ہے۔ اور یہ طرہ دینی بات حق۔ کہ کوئی امت مروجہ میں
میں نبی ہوتا۔ ورنہ خیر امت کسی صفے میں بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ
امت جس امت کی مثل قرار دی گئی ہے۔ اس میں بہت سے نبی اور
رسل ہونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے
فضل و کرم سے اس امت مروجہ میں یحییٰ موعود ہونے کی پیش گوئی
پہلے سے ہی سورۃ فاتحہ میں بیان فرمادی تھی۔ ورنہ میں سمجھ نہیں
آتا۔ کہ کس طرح مسلمان حضرت عیسیٰ رسولاً الی نبی اسرائیل علیہ السلام
کی مخالفت کر سکتے تھے۔ اور یہودی بن سکتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ تم بائبل یا دوسی بن جاؤ گے۔ اور ان
کے کام تمہارے کام ہو جائیں گے۔ اس صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
یحییٰ موعود ہم میں پیدا ہونیوالا تھا جس کے مخالفوں کو یہودی کہا گیا
اگر نام کے مسلمان امت محمدیہ میں داخل ہوں گے۔ اس خود کو کٹا
کلمہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ دجال فتنہ کا مقابلہ کر لیا۔ اور جہانکس
کی کوشش ہے وہ اسی میں صرف کر لیا۔ کیونکہ دجال آخری ٹٹنے
میں بُری قوت اور سطوت کے ساتھ دنیا میں خروج کر لیا۔ اور صل
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا۔ کہ ایک آدمی گندم گوں سیسے
بھول والا اس کے پیچھے طواف کر رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے خواب میں دریافت فرمایا۔ یہ کون ہے۔ آپ کو کہا گیا۔ کہ یہ یحییٰ
بن مریم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت سے معلوم ہوتا
ہے کہ دجال چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح تخریب اسلام کے لئے جنت
جہرہ جہرہ کر رہا ہے اور اسلام کے بچاؤ کے لئے حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام
دجال کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ دجال کو المیہ الدجل فرمایا ہے۔
اور اس کے مخالف حضرت بن مریم فرمایا ہے۔ مگر ساتھ ہی جلد بتا دیا
ہے کہ وہ انتہا سولوگو کو ٹھکانا تھا۔ بائبل رفع ہو جائے۔ اور لوگ
غفلت سے نبی اسرائیل کے رسول کو نہ سمجھ لیں۔ کہ وہی متعلیٰ علیہ

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر پیشگوئی کے معنی میں انوقت مجھے بہت ہی مشکل ہوتے ہیں۔ صلیب پر شنگولی واقع ہوجاتی ہے۔ اس وقت اس کا تختہ خود تباہ تیار ہے۔ کہ واقعی یہ معنی ہے۔ اور اس کے سوا باقی معنی باطل غلط تھے۔ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں، خدا نے کے ساتھ چرٹ گولی کا باطل اہم طور سے انکشاف ہو گیا ہے۔ تو اب کسی کا حق نہیں ہے۔ کہ حکم بدل کے سامنے کسی اور کوئی یہ عالم کا فتویٰ پیش کرے۔ بلکہ البتہ تمام وہ نشان جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذات والا صفات کے ساتھ مخصوص فرمائے تھے وہ دیکھے آیا ان کے وجود و جلوہ کے ساتھ پورے ہوتے ہیں یا نہیں۔ یہ حضرت و سلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک یہ نشان مقرر فرمایا تھا۔ کہ وہ کمر صلیب کریگی۔ اور کمر صلیب کے مراد نہیں ہے کہ وہ بگڑی یا کسی دھات کی صلیب کو توڑتا پھرے گی۔ بلکہ صلیب سے یہ مراد ہے کہ وہ صلیب عقیدہ کو پاش پاش کر دیگا۔ اور صلیب پر یہ دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ توڑ دیا جائیگا۔ اور وہ اسلام کے مقابلہ میں پھر کبھی سر نہیں اٹھا سکیگا۔ اور کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت صلیب کے متفقہ ایسے جہالت میں ہے کہ ان کے سامنے وہ بات تاک کرنا پسند ہی نہیں کرتے۔ فامہ عن انکارہ معرفین کا ہم حرم مستغفرہ۔ فرمت من سورۃ۔ انہیں کیا ہوا ہے۔ کہ مذکورہ سے اعراض کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ گور خر ہیں۔ جو شیر سے بھاگے ہیں۔ کوئی صلیب پرست احمدی کے مقابلہ میں نہیں جرم سکتا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی رو یا میں دجال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آگے آگے پھرتا دیکھا ہے۔ اور مسیح اس کے چھپے لگا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے کسی میں صلیبی متفقہ کے آگے زیر نہیں ہو سکتے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے صلیبی عقیدے کے پاش پاش کرنے کے لئے ایسے ایسے اصول تائیم فرمائے ہیں۔ کہ جن کو توڑنا بالکل محال ہے۔ مثلاً عیسائیوں کا یہ ماننا کہ نوزد باللہ حضرت مسیح علیہ السلام ملعون ہوئے۔ اور تین دن تک نذران لعنت میں گرفتار رہے۔ یہ ان کا عقیدہ ایسا خطرناک ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ اور حضور علیہ السلام نے اسکو ثابت کر دیا ہے۔ کہ لعنت عبری اور عربی زبانوں میں ایسا سخت لفظ واقع ہوا ہے۔ کہ جس کے معنی ہیں۔ خدا سے دور ہونا اور خدا اس کو دور کرنا ہے۔ جو خدا کا سخت دشمن ہو جاوے۔ اور خدا اس کا سخت دشمن ہو جاوے۔ کوئی عقیدہ تصور کر سکتا ہے۔ کہ نوزد باللہ حضرت مسیح علیہ السلام ایک منٹ کے لئے خدا سے دور ہو گئے تھے۔ اور خدا ان سے دور ہو گیا تھا۔ وہ خدا کے دشمن ہو گئے تھے۔ اور خدا ان کا دشمن بن گیا تھا۔ ہمارے قرآن کریم کا عیسائیوں پر بڑا بھاری احسان اور ترحم ہے۔ مگر یہ شکر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بن رعد علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے انکو جنتی موت سے چاہا۔ اور صلیب پر وہ نہیں مے۔
بلکہ خدا تعالیٰ نے خود انکی روح قبض کی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے توفیق فی میں
خود مرگ کا اقرار ہے۔ اور اسے اپنا مقرب بنایا۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے۔
وَمَا يَمُنُّ إِلَّا ظَنُّنَا وَالْآخِرَةُ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ دنیا اور آخرت میں وہ مرز
ہے۔ اور ضلع کے مقرر اول میں ہے۔
دوسرا ہر جو عیسائیت کے برخلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے نکالا ہے۔ وہ جلازہ دست حربہ ہے۔ اس کا مقابلہ وہ ہرگز
نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کی آیات سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت
عیسٰی بن مریم علیہ السلام جنتی موت سے مرگئے ہیں۔ اور ان کی قبر تک
کا پتہ بتا دیا ہے۔ عیسائیوں کو یہاں تک توافق ہے۔ کہ جو قبر
محلہ قاتیا رسی منگو میں ہے۔ وہ کسی حواری کی قبر ہے۔ مگر انہیں
بہت شغل پیش آجاتی ہے۔ جب وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ کسی
حواری نے انکی شانہ زاد کے نقب سے عزت حاصل کی ہو۔ اپنی شانہ
کسی پوہین کو خدا نے توجہ دیدی تو دنیا پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ مسیح
علیہ السلام نیز زمین سو رہے ہیں۔ نہ کہ آسمان پر خدا کے دائیں ہاتھ
بیٹھے ہیں۔
اسی کسر صلیب کی وجہ سے آپ کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے خود فرمایا ہے۔

بچوں میں انورس پٹے قوم کی دائرہ اند

مصلحت را این مریم نام من بنهاده اند

حضرت اقدس علیہ السلام نے بنفسِ نفسیں خود ہی مقامِ اتر سجد اللہ اتم کے ساتھ مبینی عقیدہ کے اہل میں تیرہ ماہ اور تک سباحت اور غفلت کیا اور اس مباحثہ کے لئے ایک ایسا زمینِ احوال مقرر فرمایا کہ جس سے ہر طرف کا صلیب ہلے گا۔ بلکہ تمام مذاہبِ باطلہ کا ستیا ناس ہو جاتا ہے۔ آپ نے اس میں یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی مذہب کا پیرو ہو اس پر واجب اور لازم ہے کہ وہ اپنے تمام دعوائی اور ان کے ثبوت اپنی الہامی کتاب سے پیش کرے جس کی دیکھ سکیں وہ کھڑا ہوا ہے اور اپنی طرف کچھ نہ کہے۔۔۔ ایسا زبردست اصول تھا جس کے سامنے اتم باطل نہیں چل سکا۔ آپ نے قرآنِ کریم سے علمِ اہدیح کا دعویٰ بھی پیش کیا۔ اور اس کے دلائل بھی قرآنِ کریم سے پیش کئے۔ اس کے مقابل میں عبداللہ آتم نے کچھ نہیں بتا سکا۔ اس لئے مشہور ہو رہے کہ نئے کا سہارا۔ اور ادرہ ہر ماہ بتا رہا۔ اور کچھ پیش نہیں کر سکا۔ کہ انہیں میں حضرت مسیح سے اولیت مسیح کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس کے یہ اور یہ دلائل ہیں۔ یہ ایسا اصول ہے کہ سوائے قرآنِ کریم کے کسی اور کتاب میں تلاش کرنا محض عیث اور وقت کو ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ پچھلے کتب الہیہ بعض الزمان اور بعض القوم ہوتی تھیں۔ اور صرف قرآنِ کریم کو ہی حق حاصل ہے کہ تمام جہان کے لئے ہدایت اور شفا اور رحمت

اور اس کے بعد وہ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، یوسفؑ اور موسیٰؑ کی خدمت سے ملتا ہے۔

سيرة النبي

طہارت نفس جہدی سے نفرت

سے بدی نفرت کے متعلق تشادات بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی بدی سے سخت نفرت تھی اگرچہ بظاہر یہ بات کوئی تعجب نہیں معلوم ہوتی اور سوال کرتا تھا کہ آپ کو بدی سے کیوں نفرت نہ ہوتی جب ایک عقیدت مند فہم کے آپ رہے اور ادا دہی تھے۔ اور ہر وقت اپنے متبعین کو بدیوں سے روکتے رہتے تھے اور جس کا کام دامن بدی ہو کر وہ لوگوں کو بدیوں سے روکے اور امر بالمعروف کوئے لمحے کو اپنے اعمال میں بہت محتاط رہتا ہی پڑتا ہے ورنہ امیر الامام آتے ہیں اور لوگ اسے طعن دیتے ہیں کہ تم دوسروں کو منہ کر کے ہموار خود اس کام کو کہتے ہو لیکن اگر غور کیا جائے تو دنیا میں وہ خط کہتے والے تو بہت ملتے ہیں مگر ایسے وہ خط تو اپنے غم سے تو دنیا میں بھی پھیلا میں بہت کم ہیں ایسے وہ خط تو اس وقت بھی ہزاروں ہیں تو لوگوں کو پاکیزگی اور انقطاع الی اللہ کی طرف بلاتے ہیں لیکن کیا ایسے لوگوں کی بھی کوئی کثیر جماعت پائی جاتی ہے جو خود عمل کر کے لوگوں کے لئے خضرہ نہیں لانا

شاعر اللہ وانا اللہ وانا اللہ راہوں کسی شاعر نے کہہ ہے اور بالکل

کہہ ہے کہ ہرگز ناصح رائے ہو گا جس میں ایک دوسروں کے لئے نفع

ہے اپنے نفس کا حال بھلائے ہوئے ہے پھر لیکر شام کو کھتا ہے۔
 ماعظاں میں جلوہ بر حجاب و منبر میکنند چوں بخلوت میرفداں کا روگر
 میکنند یہ واعظو بر حجاب و منبر جلوہ افروز ہو کر لوگوں کو نئے نئے نسخ
 بنتے ہیں جب خلوت میں جاتے ہیں تو ان کے اعلیٰ بالکل اور ہی بچتے
 ہیں اور ان اعمال کا پتہ بھی انہیں چلتا جن کا وعظ وہ منبر سے کیا
 کرتے تھے اسوقت مسلمان علماء کو دیکھو قرآن شریف کو ہاتھ میں لیکر
 حیثیت الہی کے وعظ پڑھتے ہیں لیکن خود خدا کو نہیں کہتے
 پادری انجیل سے بروایت لوگوں کو سناتے ہیں کہ دو تلمذ خدا کی اوداشا
 میں داخل نہیں ہو سکتا اگر کوئی تیری ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسری
 بھی پھیرے لیکن دو تلمذ پادری موجود ہیں پھر انہیں سے کہتے ہیں کہ جو
 ایک گال پر تھپڑ لگا کر دوسری پھیرتی تو درکنار دوسرا ہر سبکے بائوٹی
 نسبت بدگوئی میں اندازہ سے ہی بچتے اور پرہیز کرتے ہوں چندت دان
 اور چین کے متعلق طول طویل تھیں پھر لوگوں کو اس طرف مائل
 کرتے ہیں گلیے آپ کو کس قسم کے دان پن سے بری سمجھتے ہیں خود کج
 روزانہ زندگی کا مشاہدہ کیا جائے تو اکثر واعظ ایسے ہی بنتے ہیں کہ جو
 کل پند و نصائح کو دوسرے لئے واجب عمل قرار دیتے ہیں گلیے انھوں
 کو ہی نوع انسان سے خارج کر لیتے ہیں اور ایسے بہت ہی کم ہیں کہ جن کا
 قول و فعل برابر ہو اور وہ لوگوں کو نصیحت کرتے وقت ساتھ ساتھ اپنے
 آپ کو بھی ملامت کرتے جائیں بلکہ لوگوں کو کہنے سے پہلے اپنے نفس کی
 اصلاح کریں پس گو یہ ملت نظر ہا رائل معمولی معلوم ہوتی ہے کہ
 واعظ تو بدیوں سے بچتے ہی ہو گئے لیکن مواصل یہ ایک نہایت مشکل
 اور دشمنی ماست ہے جس پر حکایت کم لوگ ہی منزل مقصود کو پہنچتے ہیں
 اور ابتداء دنیائے حبس جہنم و داعظ ایسے گزرے ہیں کہ انھوں
 نے جو کچھ دوسروں کا کام سپرد بھی حال ہوئے ان کے سردار اور رئیس
 ہائے آنحضرت صلا اللہ علیہ وسلم تھے ان کی ساری زندگی میں ایک بات
 بھی ایسی نہیں ملی کہ ان کی اور دوسروں کی مصیبتیں ایک ہی ہوں مگر
 پھر بھی آپ انھیں اور غم و ناخوار اپنے لئے کچھ اور ہی توجہ نہ کر لیا
 بعض اوقات خود صابر چاہتے تھے کہ آپ آرام فرمائیں اوسا
 محنت کریں لیکن آپ قبول نہ فرماتے اگر لوگوں کو عبادت الہی کا حکم دیتے
 تو خود بھی کرتے اگر لوگوں کو بدیوں سے روکتے تو خود بھی روکتے
 اپنے جہنم تعلیم دی ہے ہم بغیر کسی منک کے نکار کے خوف سے کہنگو
 میں کہ اس پر ک خود اعمال خود اور شریعت اسلام کے جہنم احکام ان کی
 ذات پر وارد ہونے تعجب کو نہایت کوشش اور تہجد کے ساتھ جا
 باتے گرا سوقت میں بات کی طرف خاص طور سے میں ان کو متوجہ کرنا
 چاہتا ہوں وہ بدی سے نفرت ہے +

اور زیادہ جرأت کرتا ہے اور بد اخلاقی کی طرف راغب ہوتا ہے لیکن جو شخص ابتدائی تقاضے سے ہی پاک ہو وہ دوسرے سخت ترین تقاضے اور کرداروں میں کب مبتلا ہو سکتا ہے اور میں انشاء اللہ تعالیٰ کے جو کچھ بیان کر دینگا اس سے معلوم ہو جائیگا کہ آپ کیسے پاک تھے اور کس طرح ہر ایک میں آپ دوسرے نئی نوع پر فائق و زرتھے +

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فلعلشاکم اذ متفحشا وکلن یقولن من من نبیا کلہم حسنة کلہم اخلاقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ خلق تھے نہ بدگوار و فرمایا کرتے تھے کہ تم میں بہتر وہی ہیں جو تم میں سے اخلاق میں افضل ہوں +

اللہ اللہ کیا پاک وجود تھا۔ آپ حسن اخلاق برستے تب لوگوں کو نصیحت کرتے۔ آپ بدکلامی سے بچتے۔ تب دوسروں کو بھی اس سے بچنے کے لئے حکم دیتے اور یہی وہ کمال ہے کہ جیسے حاصل ہوئے بعد انسان کمال ہو سکتا ہے اور اس کی زبان میں اثر پیدا ہوتا ہے اب لوگ چلا جاتا کہ وہاں ہیں کوئی مشابہ نہیں نہان کے کلام میں اثر ہوتا ہے نہ کہ کوشش میں برکت سا کی دہر ہی ہے کہ وہ خود عامل نہیں ہوتے۔ لوگو کو کہتے ہیں کہ رسول کریم خود عامل ہو کر لوگوں کو تبلیغ کرتے جسکی وجہ سے آپ کے کلام میں وہ تاثیر تھی کہ تیس سہل میں لاکھوں آدمیوں کو اپنے رنگ میں رنگیں کر لیا +

عبداللہ بن عمرو کے اس قول اور شہادت کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ اہل قول تو وہ ہر وقت رسول کریم کی صحبت میں رہتے تھے اور جو اکثر اوقات ساتھ تھے اسے بہت سے موقع ایسے مل سکتے ہیں کہ جن میں وہ دیکھ سکتا ہے کہ اس شخص کے اخلاق کیسے ہیں کبھی شینے والا تو بہت سی باتیں نظر انداز بھی کر جاتا ہے بلکہ کسی بات پر بھی اتنی شہادت نہیں دے سکتا۔ لیکن جنہیں ہر وقت کی صحبت ہو اور ہر مجلس میں شریک ہوں۔ وہ خوب اچھی طرح اخلاق کا اندازہ کر سکتے ہیں پس عبداللہ بن عمرو جو ان صحابہ میں سے تھے جنہیں رسول کریم کے ساتھ رہنے کا خاص موقع ملتا تھا اور جو آپ کے کلام کے سننے کے نہایت شائق تھے۔ ان کا ایسی گواہی دینا ثابت کرتا ہے کہ در حقیقت آپ کو کئی ایسی شان مل سکتے تھے کہ عمرو یسیر میں اپنے اخلاق کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ پیش کرتے تھے ورنہ کبھی تو آپ کے ہر وقت کے ہم جمہوں کو ایسا موقع بھی پیش آتا کہ جس میں آپ کو کسی وجہ سے پس برجس دیکھتے لیکن ایسے موقعہ کا نہ ملنا ثابت کرتا ہے کہ آپ کے اخلاقی نہایت اعلیٰ اور ارفع تھے اور کئی انسان ان میں نقص نہیں بتا سکتا تھا +

ایک طرف اگر عبداللہ بن عمرو کی گواہی جو اعلیٰ پایہ کے صحابہ میں سے تھے نہایت معتبر اور ذہنی ہے تو دوسری طرف یہ بات بھی خاص طور سے مطالعہ کرنے کے قابل ہے کہ یہ مذکورہ شخص کی شان میں کیا گواہی معمولی حیثیت کے آدمی کی نسبت اور معمولی واقعات کی بنا پر اگر اس قسم کی گواہی کسی کی نسبت دے بھی دیجائے تو گوارا

تادیب النساء
عورتوں کے کارنامے

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں بھی بڑے بڑے کام کو سختی میں اور انھوں نے کاروبار عالم کی ہر شاخ میں درود کا اتنا بٹایا ہے اور شکل سے شکل وقت میں بھی بہت نہیں اڑی۔

روس کی ایک ملکہ اور فلکاڈری ہے اس کا حال سینے پڑھا ہے عجیب دل و دماغ کی عورت تھی اس کا شوہر اور فلکاڈری تھا۔ ایک قوم ڈریو یا سے دوبارہ سہ بارہ ایک ہی سال میں خراج وصول کیا ایک دن اس قوم کے بعض لوگوں نے اسے اکیلا پاکر دودزخو کی دو مختلف بٹنوں سے باندھ دیا اور پھر نیچے چھوڑ دیئے جس کا نتیجہ ہوا کہ اس کا بدن پیر گیا۔ اور وہ مر گیا۔ بیٹا نابالغ تھا۔ اس نے سلطنت کا باجیسی اور فلکاڈری کا اٹھانا پڑا۔ اور وہ قوم۔ بادشاہ کو قتل کر دینے میں کامیاب ہو جانے سے بہت دلیر ہو چکی تھی اس لئے اسے سوارانے اور فلکاڈری کا پیغام دیا اور چہرہ اس کام کے لئے بھیجے۔ ملکہ بہت برم ہوئی مگر اپنے رنج اور غصے کو ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ انکی خاطر داری کی اور کہا بہت اچھا۔ میں اپنے ضرر و امراء سے مشورہ کروں۔ آپ لوگ واپس اپنی نشستوں میں چلے جائیں۔ اور کل باندھے پر عزت و اقامت کے ساتھ آئیں۔ ناہی یاد ہے کہ جو امراء میں بھی ہو چکی تھیں انکے کندھ پر چڑھ کر آنا تاکہ عرب انکے دل پر منتقل ہو جائے اور اس شادی کے کام میں کوئی مانع نہ ہو۔ عرب قراداد کو محکمہ نام تھا اور امراء حاضر ہوئے اور غولہ نے اصرار کیا کہ ہم تو تمہارے کندھ پر چڑھ کر جائینگے۔ امراء نے منظور کر لیا اور یہاں کہ انھیں بتایا گیا وہ انھیں محل کے پھوپھو اڑے میں لے گئے جہاں کھائی کھدی ہوئی تھی۔ اس میں ان کو مصیبت کہ زندہ در گور کیا سفیدوں کا کام تو یوں تمام کیا۔ اب ادھر اس قوم ڈریو لیلیں کے سردار کو پیغام بھیجا کہ شادی منظور رہا ہے اپنے چیدہ چیدہ روسا کو بھیجے کہ حشمت و جلال کے ساتھ ملکہ انکی خدمت میں حاضر ہو۔ سردار انکے پر حاشیت کا پردہ تھا کہ وہاں جو باجی نہیں اپنے سحرز سرسراؤں کو بھیج دیا۔ جب وہ اور فلکاڈری شہر میں آئے۔ تو انھیں کہا گیا۔ حام کر لیجئے۔ تاکہ پھر ملکہ کے بندار میں بارباب ہو سکو۔ جو بہی وہ حاموں میں داخل ہوئے۔ انکے دروازے متصل کر دیئے گئے اور انکے کو خوب تیرکیا اور وہ بجائے گھٹ گھٹ کے مر گئے یہ تو سب کچھ ہو چکا۔ مگر ملکہ کا منصوبہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ اتفاقاً صبح کا ملکہ آتی ہے۔ اور قبل شادی کے وہ تمام قوم کے حام و فوجی افسروں کی ایک دعوت کر لگی چنانچہ وہاں جا کر ایک دعوت کا سامان کیا۔ اور پہلے سردار و نکلے بارے میں بتایا کہ میری بانی فوج کے ساتھ آتے ہیں۔ دعوت میں خوب تیرکیا

بصورت خود مقابلہ شروع کیا بلکہ دُور دور تک اپنی مخالفت کا بیج بھنا
شروع کیا نہ اعلیٰ نہ خاں ہو کر قصہ دروم کی چوکت میں چھپیں نہ
گھسنے گئے۔ تو یہودی اپنی سازشوں کے پیٹھ بھرنے والے ایرانیوں کے
دربار میں جا فرمادی ہوئے کہ لہذا اس اٹھتی ہوئی طاقت کو دباؤ
کو گوبھا ہموں معلوم ہوتی ہے مگر انداز کے قیتے ہیں کہ چند
سال میں تمہارے تختوں کو الٹ دیگی اور عنان حکومت تمہارے
ہاتھوں سے چھین لے گی۔ یہ سب تم دہر دیکھتے ایک ایسا ناس
پر جو دنیا کی اصلاح اور ترقی کے سوا کوئی اور مطلب ہی نہ رکھنا
تھا جسکے کسی گوشہ و داغ میں ملک گیری کے خیالات نہ تھے جو اپنا
قبلہ توجہ دالاعالی کی وحدت کے قیام کو نہ لے بیٹھا تھا پھر
کس ہماحت کے خلاف یہودیوں کی طاقتیں اٹھ کھڑی ہوئی
مختص جو اپنی مجموعی اتحاد میں جس میں عربوں اور چرچ بھی شامل تھے
چند ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ اب ان تکلیف میں ایک قابل سے قابل
حوصلہ مند سے حوصلہ مند انسان کا گھبرا جانا اور چڑچڑاہٹ
کا اظہار کرنا اور بخلی دکھانا بالکل قیاس ہو سکتا ہے لیکن
ان واقعات کی بنا پر بھی عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ آپ لیکن
فالحشا ولا متعشاً نہ بخلت تھے نہ ہڈو گئے +

اگر کو کہ ایک جماعت ایسی بھی تو ہوتی ہے جس کے اخلاق بگاڑنے تکلیف کے خوشی کے ایام میں گرتے ہیں تو خوشی کی گھڑیاں بھی آپ کے دل بھی ہیں آپ خدا کے رسول اور اس کے پیارے تھے یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا کام دینا سے اٹھا لیتا۔ وفات سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے دشمنوں پر غلبہ دیدیا۔ اور دشمن جن تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا اسی سرعت سے پیچھے ہٹنے لگا قیصر کو سرے توینیک اپنی وفات کے بعد تباہ ہوئے اور آپ کے غلاموں کے ہاتھوں ان کا غور و ٹولیاں ایک کفار عرب جماعت فقیہ یہود و نصاریٰ کے وہ قبائل جو عرب میں رہتے تھے وہ تو آپ کے سامنے آپ کے ہاتھوں سے نہایت ذلت سے ٹھوڑیوں کے بل گئے اور سوائے اس کے کذاب گار حق ہوں۔ اور کچھ نہ بن پڑا اس کیجی اور سب ہی کے بوجہ کا نقشہ پیچھے کھینچ چکا ہوں۔ بادشاہ کی کسر سے آپ فوج ہوئے اور سب دشمن پامال ہو گئے۔ مگر باوجود ان فاتحانہ نظاروں کے ان ایام ترقی کی ان سعادت محبت و فرحت کے بعد اللہ بن عرو فرماتے ہیں کہ لیکن اللہ جل جلالہ علیہ وسلم و لا محاشا ولا متفحشا شی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہ بد اخلاق تھے نہ بد گو۔

اخلاق کا مطالعہ بھی جائیں گلاس شہادت کو وہ اہمیت نہیں دے گا
سکتی جو اس شہادت کو ہے اور وہ شہادت ایک معمولی انسان کے اخلاق
کو مبالغہ کر کے نہیں دکھائی جیسی کہ یہ شہادت رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اخلاق کو کیونکہ یہ اخلاق میں واقعات کی موجودگی میں دکھا
گئے ہیں وہ کسی اور انسان پر پیش نہیں آتے +

دُنیا میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں ایک وہ جو محسوس
ہنایت بدخلق ہو جاتے ہیں۔ دوسرے جو سٹوس چڑچڑے نہ جاتے ہیں
رسول کریم پر یہ دونوں مانتیں اپنے کمال کے ساتھ وارد ہوئی ہیں اور
دونوں حالتوں میں آپ کے اخلاق کا اعلیٰ رہنمائیات کے ساتھ کہ کوئی انسان
آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو تکلیفیں اور دکھ آپ کو پہنچے ہیں وہ اور
کوئی انسان ہے جسے پہنچے ہوں گے کی تیرہ سالہ زندگی کے حالات سے
کون نہیں واقف۔ میرے کے ابتدائی ایام سے کون یہ خبر ہے کہ شہداء
کا آپ کو سامنا ہوا کہیں شکلات سے پالا پڑا دوست دشمن ناراض
تھے۔ رشتہ دار جواب دے بیٹے۔ اپنے بیرونی نسبت زیادہ خون کے پیاسے
ہو رہے تھے لہذا کھانا کھانا کھانا ایک واوی میں تین سال محصور
رہنا پڑا نہ کھانے کو نہ پینے کو جنگل کے درخت اور بوٹیاں غذا بنیں
شہر میں آنا منع ہو گیا پھر گھنٹی ہوئی تو ارباب ہر وقت سامنے نظر
آتی تھیں سروسا سے قیام امن کی امید ہوتی ہے وہ بھی مخافت ہو
بلکہ جوانوں کو اور لکسا لکسا کر دکھ دینے پر آمال کرتے ہے۔ باہر نکلتے ہیں
تو گالی گلوچ تو کچھ بیزاری نہیں پتھر فکری ہو چکا ہوا شروع ہو جاتی ہے۔
اپنے رب کے حضور گرتے ہیں تو اونٹن کی ادب بڑی سر پر بکھری جاتی
ہے حتیٰ کہ وطن چھوڑ دیتے ہیں وطن بھی وہ وطن جس میں ہزاروں
سال سے قیام تھا اپنے جد امجد کے ہاتھوں سے بسایا ہوا شہر حیرت انگیز
کی ہزاروں لاکھوں کے باوجود آباد و اجداد نے نہ چھوڑا تھا۔ ایک شہر
اور بد مصائب کی طاقت کے تانے پھرنے پڑا تھا۔ ناہی ہے سہمہ میں کوئی
راحت کی زندگی نہیں لگی یہاں آگے سے بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے
ایک طرف منافق ہیں کہ خود اپنی مجلس میں مگر بیٹھے ہیں اور بات بات
پر سنا سنا کر دیتے ہیں آپ کے سامنے آپ کے خلاف سرگوشیاں کرتے
ہیں۔ لیکن سے لیکن وطن پر ایسا دیتے ہیں اور پھر چھٹ تو بر کر کے غصہ کے
طالب ہوتے ہیں۔ پلٹے مہربان اہل وطن کر سے اخراج کے منصوبوں پر
ہی کفایت نہیں کرتے جب دیکھتے ہیں کہ جھوٹا تباہ کرنا چاہتے تھے ہمارے
ہاتھوں سے نکل گیا ہے اور اب ایک اور شہر میں جا رہا ہے تو وہاں بھی
پیچھا کرتے ہیں پاس پاس کے قبیلوں کو گالنے ہیں اور اپنے ساتھ
شریک کر کے دشمنی طاقت سے اسے مٹانا چاہتے ہیں یہود و مسلمان
کتاب تھے اپنے کھامید ہو گئی تھی و انحضرت و حسد کی آگیں جل رہے
ہیں اور اسی اور شرک اقوام سے بھی زیادہ انحضرت کا اظہار کرتے
ہیں پڑھے ہوئے کی خیریت ہی کہتے ہیں پر مٹی ہوئی ہوئی ہیں انھوں نے

دین و دنیا میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

(انما شرعی ہو صاحب قادیان)

ہولی سعادت برسی میں اپنے تئیں یہاں کے خیر یاران سب کو قتل کر دیا۔
انہیں ملکی فوج بھی اتنی ماری ڈیوڑھیاں قوم کے ہاتھوں لوگ تعلق بند
ہو گئے۔ پھر انہیں مسلح کا پیغام دیدہ بچا سے تو پہلے ہی چاہتے تھے
صلح کو تیار ہو گئے۔ مگر نہ کہا۔ ہر خاغلان تین کو تیار اور کچھ جڑیوں
خلاق میں سے یہ انوکھا خراج دینے کو آمادہ ہو گئے۔ اور اپنا
چمکدار ہاسل بکھے مگر ملک کے دماغ نے کچھ اور ہی تجویز سوچ رکھی
قتی حلقہ فکرتوں اور جڑیوں کی دھولی اور پاؤں کے ساتھ گیسے
اور گیند باندھ کر ان میں آگ لگا دی اور انہیں چھوڑ دیا۔ پہلے
وہ اسٹن برسی ان کا نظارہ خوفناک معلوم ہوا۔ پھر گھبرا کر وہ اپنے
اپنے آشیانوں میں پہنچے۔ تمام قلعے اور گھروں میں آگ لگ گئی
وگھبرا کر قلعے سے باہر نکل آئے۔ اور ملک کے سپاہیوں نے انہیں
نیزوں کی اینٹوں پر رکھ دیا۔ اور وہیں اس قوم کی قوت ٹوٹ گئی
ان ملک کا سب ہو گئی۔

میرے ارشد کو نہیں کہہ دیتیں غلام - منصوبہ بانہ اور مکر پہل
گرچہ جانانی اور جنگ کے وقت بہت سوا رہے ہوتے ہیں جو جرات
اس نہایت قیام اور ناجائز ہیں - مجھے صرف یہ دکھانا تھا - کہ کورق
کا بدخل شکل سے مشکل وقت میں بھی اپنا کام کر سکتا ہے - یہی
چند سو کا ذکر ہے کہ تحصیل مدائن میں چورائے گئے گھر میں ابلی
کیلی تھی - اس نے ہمت نہیں ہاری - اور بدوق کا فائدہ کر لیا
جس سے مال بھی بچ گیا - اور چوری کر کے کڑا کو بھروسہ ہوئے ۔

علمی ترقی کا یہ حال ہے کہ ترکی حواہین نے عالم نساں کے نام سے ایک اخبار نکالا ہے۔ اس کی ایڈیٹر ایک لائقہ خاتون ہے۔ اس کی اشاعت اہلادین ہنر ہے جو ہندوستان میں کسی مردانہ اخبار کی بھی نہیں جاسی جماعت اصلاح عالم کے لئے خدا سے مقرر کیے جہاری

قوم کی خواتین پر کسی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ انہیں چاہیے
 کہ کیکل اور کیکان کو کہیں کہیں کام میں لیں، اور پھر اس طرح معاشی امور کی دیکھ بھال
 کی مانت پھیل جائے اور ان کے تعلق بہت کم ایسے کام ہیں جو انہیں ہی
 کے ذریعہ چھوٹے جائے کہ بہت کی بات۔ اگرچہ یہاں بھی ایسی نئی نئی
 جہازیں مل رہی ہیں جو کہ ان کے کام میں آسکتی ہیں۔ مگر انہیں ان کی ضرورت
 کو کم کر دینا ہی ہی کام نہیں ہے۔ اور کسی ایسی چیز کو بھی جس سے ان کی
 راحت میں نہیں آیا تو ان سے بہتر ہے۔ اور بہت باتوں میں وہ جو ان کی
 طرح ہوتا ہے اس میں جائے۔ اور اس کے مفید کام تو یہ ہو کہ ایمان حاصل جائے۔

اس رسوم کے خلاف ایک باقاعدہ مجرہ جہد کی ضرورت ہے۔ کہاد کہ ہماری جہت
 میں کاحکام و نشان صحت جا جائے مجھے تصور کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایسی لگائی
 جی ایسی ایسا نوہ نہیں دکھائیگا کہ باہر دلوں کے لئے خوف حسنہ کا کام۔ آخر
 ہم جو تیری ہی عین جھوٹے کی قسم سے ہی پڑ جائیں اور نتیجہ اپنی
 حکمت میں نہیں بلکہ مجرہ میں ہیں۔ ایک خد کے فضل سے مسلمان ہیں۔ پس اسلام

۴ میں یہ گندکیسا جس کا قصور کرنے سے بھی بڑی متنبہ جائے۔

مرد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دینے والے حق یا باطل میں سے اس شخص کا
 کیا۔ اور اس کی تکذیب کی حالت میں سے وعدہ بھی دیا گیا تھا۔ کہ
 جب کسی شہر کے پاس حق آوے تو اس کو مل لینا۔ اور پیغمبرؐ کو
 پرہیز لانا۔ مگر عرب دہایا۔ تو اس سے انکار کر دیا گیا۔ اور اس سے
 بعد کہ تعجب کی بات ہے۔ کہ ہر ایک امت نے اپنے سے بعد میں آنے والے
 نبیؐ کا بھی مذہبی انکار کیا۔ اور اس کی تکذیب پر کراہی مانی۔ چنانچہ گوتم
 بدھ کے پیروں کی اور صداقت کے قبول کرنے سے غلطی منکر ہیں۔ جو طاعت
 بدھ کے بعد آوے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مفضوب امت حضرت
 یسوع کی صداقت کی روایت نہیں۔ اور یہاں ہی حضرت یسوع کی مگر اور امت
 حضرت عیسیٰ کے صلہ کے نبیؐ بھی ہونے کی سخت منکر ہے۔ اور باوجود ان
 نشانات دیکھنے کے پھر بھی تکذیب ہی پھیلی ہوئی ہے۔ مگر جہاں یہ نبیؐ باطل
 کا دور ہو جاتا ہے جب ہم مکرزن شریف کی تعلیم پر جو حضرت خاتم الانبیاءؐ پر نازل
 کی گئی۔ غور کرتے ہیں اور اس میں سے سمجھا پاتے ہیں۔ کہ قل اعلمنا باللہ صفتہ
 علینا وما انزل علیٰ ہر اسم واسمیل واسطیٰ و یعقوب واکا حبیلھا
 وما اوتیٰ موسیٰ و عیسیٰ والنبیوں میں وہ ہم کا مفروق ہیں۔ بعد
 ہم میں وہی اسمیں ملتی ہیں۔ اے محمدؐ صم تو کہہ دے کہ ہم اللہ تعالیٰ
 پر ایمان لائے کہ بعد ان تمام صحیفوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی
 طرف سے ہم پر اور ہر اسم۔ اسمیں۔ اسحاق و یعقوب اور انکی اولاد
 پر اتارے گئے۔ اور ان کتابوں پر بھی جو موسیٰ عیسیٰ اور ان تمام
 نبیوں پر نازل ہوئیں جو اپنے رب کی طرف آئے۔ اور ہم کہیں تک
 جاتے ہیں۔ کہ کون کون اور کس کس زمانے میں آئے مغرض ہم کسی
 ایک میں بھی فرق نہیں کرتے۔ اور ان کے مان لینے میں ہر ایک کی
 فرمانبرداری کرتے ہیں یعنی ہم کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے اور
 ان تمام نبیوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پتے نبیؐ یعنی کرتے ہیں۔
 اور ان کی تعلیم پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس میں امتِ محمدیہ مرحومہ تمام دوسری امتوں پر گئے سبقت لے گئی ہے۔ کیونکہ کسی نبی کی امت پہنچو چلو۔ دوسری نبی کی تعلیم اور کتاب کے بغیر ہونے سے فوراً انکار کر دیگا۔ اور اگر عموماً و کراً بعض حصوں کو مان ہی لے گی۔ تو دوسرے حصے کو فوراً رد کر دیگا۔ اور اس نبی کو بھی جھٹا خیال کرے گی جو وہ تعلیم لایا۔ مگر کمال فرما نبرداری کا سہہ صرف امتِ محمدیہ کے سر پر ہی باندھا گیا۔ جو بیک صداقت کو جہاں کہیں بھی ہو۔ ماننے کے لئے تیار ہے۔ اور واقعی فطرت انسانی کا تقاضا یہی ہے۔ کہ جہاں کہیں حق نظر آئے۔ فوراً لے لیا جائے۔ اور اسی کمال فرما نبرداری کا نام اسلام ہے۔ آٹ منبر باد میں و مھن المسلمون لکھ کر صاف بتلویا کہ جو خدا تعالیٰ کا طرف سے جس قدر صداقتیں ہوں۔ سب کے قبولی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ خواہ وہ بدھ کی طلاق تعلیم ہو خواہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے

تبلیغ اسلام

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان دینا ہے کہ وہ ہمیشہ کلمہ نیک تبلیغ کرتے رہیں اور فرمایا ہے کہ اولئک منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے کہ وہ نیک باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکتے رہیں اور اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں مگر باوجود اس حکم کے مسلمان ہیں کہ خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور بجائے لوگوں میں اصلاح کر کے خود ہزاروں گناہوں اور بدیوں میں مبتلا ہیں کسی شاعر نے کہا ہے کہ غرہ اولیٰ مرگئے آپسی ہمارے جب صلح خود ہی مبتلا ہے رنج و اہم ہے تو بجا نیک فکر کن کرے جن کو اصلاح کا کام سنبھال دیا گیا تھا جب وہ خود ہی ہمارے ہوں تو بجا پکارا کا کیا حال ہوگا۔ اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہم دیکھتے ہیں دنیا سے خدا پرستی اور تعظیم الہی کا نام ہی مٹ گیا ہے ہر کے ہر کے دکار خود کی مثالی ہو رہی ہے ہر پرست ترقی پہ ہے شرک کی کثرت ہے۔ دین بے توجہی ہے مٹی کو اب کھنے ملے کہتے ہیں کہ وہ زمانہ گزر گیا جب دین کی طرف لوگ متوجہ تھے اب تو ترقی اور آزادی کا زمانہ آ گیا ہے۔ اب دین کے خیالات کا نشوونما پانا ناممکن ہے +

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان دنیا کے ہر ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اور کوئی ملک نہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدت کا اقرار کر نیوالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھر نیوالے موجود نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا دین سے اس قدر غافل ہے اگر مسلمان دین کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے فرائض کی شناخت کریں تو یہ حالت کیوں نہ بدلے بلکہ اگر مسلمان اپنے فرائض کو بجالاتے تو یہ حالت پیدا ہی کیوں ہوتی +

یورپ کا فلسفہ یورپ کے حکمرانوں میں پھیل جاتا ہے اور پھر بڑا اس کا شیعہ ہوتا ہے اور دین کو فلسفہ یورپ کی کسوٹی پر رکھنا چاہتا ہے مسلمان اپنے گھروں میں بیٹھ کر اس فنی رویہ کا مقابلہ نہ کر کے بیرونی حملہ آور ہیں کزور ہوتا ہے اور اگر گھر والے اس کا مقابلہ پوری طرح کریں تو اسے باسانی شکست دے سکتے ہیں مگر مسلمان کچھ کرتے تو کیا یہ ہوتے ہاتھوں نے یا تو اس حملہ کی غفلت کو سمجھائی نہیں اور اگر سمجھا تو اس کا یہ علاج کیا کہ روایات کی طرف متوجہ چھنا ہمارا کام نہیں مگر کسی عالم کو اس طرف توجہ ہوتی تو اس نے فلسفہ یورپ کے پڑھنے والے اور اس شخص کی طرف توجہ ہونے والے کو کفر کا خطا دیدیا اس کا نتیجہ ہوا کہ اس کے اندر دنیا کی نکل پڑا تھا کہ زور زور سے اسلام کی بجائے شرک و کفر کا دورہ دورہ ہو گیا +

اب بھی کچھ نہیں گیا اسلام جیسا پہلے مضبوط تھا اب بھی ہے اگر نقص ہوئے تو ہماری اپنی حالتوں میں مگر کزوری ہے تو ہمارا اعمال میں اسلام کی شان کی نقص یا کزوری سے بہت ارفع ہے بلکہ پچھلے دور کی نسبت اسلام کی طاقت زیادہ ہو گئی ہے اور اب اسے تازہ شواہد اور زندہ دلائل کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے اور ہم دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اسلام کی ہر زمانہ میں مدد کرتا ہے چنانچہ آجکل بھی ایک ماہر جیو جیکو اس نے اس کی خبر گیری فرمائی ہے اور اس طرح اسے زندہ نہایت ثابت کر کے لوگوں پر رحمت قائم کر سکتے ہیں اور اگر ہم جو مسلمان اپنے اپنے علاقوں میں اس کام کو سرگرم کر دیں تو چند سالوں میں خیالات کا منہ کا رد ہو سکتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت دلوں میں قائم کی جا سکتی ہے +

کیا کوئی نیک دل ہیں جو اپنے اپنے شہروں میں حد کے مانو کے شکوک کو راہ ہدایت پر لانے کی طرف متوجہ ہوں +

معاهدہ جاپان برطانیہ

نذیر کند بندہ - تقدیر زند خندہ

انسان بڑی کمزور ہستی ہے خالق الہ انسان ضعیف انسان کی خلقت کمزور اور ضعیف واقع ہوئی ہے اس کی ہر بات کمزوری نمودار ہوتی ہے علم اس کا ناقص طاقت اس کی محدود ہے حالت تمام انسانوں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے خواہ وہ سلطنت کے تخت پر جلوہ افروز ہو یا سداوند نارت پر تھکن چنانچہ کاؤٹ حیاشی نے جو معاہدہ انگریزی و جاپانی پر کچھ یادداشت لکھی ہے اس سے بھی یہ بات پائے ثبوت کو پہنچتی ہے کہ انسان کا علم بہت ہی ناقص اور کمزور ہے سچ فرمایا تھا فطرت نے حسی ان تکرہوا شیعہ تھا وہو خیر لکم و حسی ان فقہوا شیعہ تھا وہو شر لکم واللہ اعلم و انتہ و انتہ کا قہقہوں - ہو سکتا ہے کہ ایک بات تم نہ پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو ایک بات کو اور وہ تمہارے لئے بڑی بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے +

جاپان یہ چاہتا تھا کہ روس کے ساتھ بھوت ہو جاوے مگر آخر کار وہاں جاپان کا کام رہا اور انگریزوں سے اس کا معاہدہ ہو گیا چنانچہ اس کے واقعات نامہ میں شائع ہوئے ہیں ہر یہ ناظرین کے جانتے ہیں +

اس سے پتہ لگتا ہے کہ انسان اپنے خیال میں کیا سوچتا ہے اور انجام کیسے بالکل نہیں ہوتی آخر کار وہی ہو کر رہتا ہے جو خدا تعالیٰ کی گرفت کا نشانہ ہوتا ہے ان اللہ جیسا کہ حاکم و مدبّر

و فیصلہ اللہ ما یشاء ۱۸۹۵ء میں روس جرمن اور فرانس کی مداخلت نے جاپان کو مجبور کیا کہ وہ باوجود فتوحات کے پورٹ آئفئر اور جزیرہ مایوٹنگ چین کو واپس دینے اور اس کے بعد کی جدوجہد جو روس اور جاپان کے مابین جاری رہی جسکی یہ غرض تھی کہ کوریائیوں کو پولینیکل عروج حاصل ہو ان ہر دو ممالک نے جاپان میں دو گروہ پیدا کر دیئے ایک ان کی سلطنت میں دو پارٹیاں ہو گئی تھیں ایک پارٹی نے اپنی کیلوت مائل تھی جن کا یہ خیال تھا کہ لڑائی میں جس مال کا بہت نقصان ہو روس کے ساتھ رفاقت اختیار کر کے سے متنع ہو سکتی ہے دوسرا گروہ وزیر اعظم مارکوٹسکس کو اور وزیر خارجہ کاؤٹسکس کو روہ سے ملتا تھا اور ان کا خیال تھا کہ روس کسی منظور نہیں کرے گا کہ جاپان کو وہ اپنی ہم قدم سلطنت اور طاقت تسلیم کرے۔ اور اگر جاپان یہ چاہتا کہ اس کی پوزیشن اسے حاصل ہو جاوے جو اسے مشرق اقصیٰ میں حاصل کرنا تھا تو اسے لڑائی کا سامنا کرنا ایک نہ ایک دن کرنا پڑے گا بادشاہ سلامت ہر دو گروہ کی باتیں بڑی توجہ سے سنا کرتے تھے لیکن وہ بڑے متامل تھے کہ اس میں کوئی راہ اختیار کریں اور کس کے حق میں فیصلہ صادر فرماویں ایک گروہ یہ چاہتا تھا کہ روس کے ساتھ رفاقت تعلقات پیدا کر کے جتنے ممکن امور ہو سکتے ہیں سمجھ کر دینے جاویں اور اس میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جاوے۔ دوسرا گروہ اس بارہ میں روس سے خط و کتابت کرنا بے سود اور بے فائدہ جانتا تھا وہ چاہتا تھا کہ برطانیہ کے وزیراء کے ساتھ اس بارہ میں بھونک کر کیا جاوے مگر آخر کار شاہ جاپان برطانیہ غلطی کے ساتھ ہمدرد جان کر نے کھینچا ہوا ہو گئے کیونکہ اس وقت کی شکلات کے تحت دیکھا کہ کہیں جاپان کو سینٹ پیٹرز برگ میں نقصان نہ پہنچ جاوے۔ جو قوت جاپان کے مدبروں و برطانیہ سے صلح کو کیجئے حاملہ میں شش و پنج میں تھے اس وقت لندن میں جاپان کا سفیر کاؤٹ حیاشی تھا اور سینٹ پیٹرز برگ میں بیرل کیوریو تھا ممکن بلکہ اغلب تھا کہ ایسے وقت میں ہر دو سفیر ایک دوسرے کے بالکل برخلاف کارروائی کر سکتے تھے اور جب پرنس جیپرائسکے شاہی آقا کو کرا اعتماد تھا بذات خود یورپ کو گیا کہ آخری کوشش کرے اور روسی گرفت کو اپنی طرح ٹوٹے کہ آقا کو ریل کے متعلق روس کے ساتھ باہم بھوتہ ہونا ممکن ہے اس وقت کاؤٹ حیاشی نے اس کے مشن کو بڑی بری نظر سے دیکھا کاؤٹ حیاشی نے پرنس کو اس کے مشن کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جو کہ سرولیم وائٹ سفیر قسطنطنیہ نے سرسزئی ڈو وائیٹوف کے سہری شن کے وقت اختیار کیا تھا جیسا کہ سرسزئی اپنے شن میں ناکام ہو چکا تھا اور سرولیم نے بڑی سرت کا اظہار کیا تھا اسی طرح جب کاؤٹ حیاشی کو معلوم ہوا کہ گورنٹ جاپان نے پرنس کوئی کاؤٹائی پر پانی پیر ویا اور اس کو منظور نہیں کیا تو اس نے بڑا فرحت بخش سانس بید کاؤٹ حیاشی

اور ماسکی نیکاح

خطبہ جمعہ

۱۴۱۰ھ کو تبرکاً صاحبزادہ سید محمود محمد صاحب نے سرورِ افاضات سے رخصت فرمایا۔

اللہ تعالیٰ انسان کو بڑی طاقت دی ہے۔ ایسی قوتیں اسے بخشی ہیں جن کی وجہ سے سب پر چھوٹتا ہے حالانکہ جسم کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر ہیں۔ جو جو اس کے معنی قوتیں اس میں ایسا ہیں جن سے کام لیکر انسان ان بڑے بڑے جادوؤں پر حکومت کر لے سکتا ہے۔ انسان کو تو یہاں تک دسترس حاصل ہے کہ اسے پر نہیں دے سکے۔ پھر بھی یہ اڑ سکتا ہے۔ حضرت لایض جسے کئی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے۔ اس نے تلوار پالیا۔ انسان کے ہاک کرنے کا مان ہم پہنچا دیا۔ پھر چاند ستارہ کو ٹھوس پل پر قاعدہ ہیں۔ ان سے بھی یہ قیادہ اٹھاتا ہے۔ آفتاب کی روشنی سے کام لیتا ہے۔ یعنی اسے کام لیتا ہے۔ پھر حکم بنتا ہے۔ فرض جو کچھ دنیا میں ہے۔ یہ ان پر مکران ہے۔ پھر ہے۔ خلق کو کھائی کا لڑخ جو یہ آئے۔ گریا جو وہ طاقت و حکومت کے کوہِ اسیاب ہے۔ ایک منٹ کے بھی نہیں بتا سکتا کہ میں اندر سے اس کا ایک طرف ایسی طاقت اور ایک طرف ایسی کورج جاتی ہے کہ

ایک سستی ہے

جو سب پر چھوٹتا ہے۔ وہ بادشاہ جس کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ اپنی تاج پوزی کے دیوار کے انعقاد کا اعلان کر لے۔ اور آخر مجبور ہو کر ایک جلائی کر لے۔ اور دیوار رشتی کرنا پڑے۔ پھر ایک وہی حکومت کا مالک تھا مگر خدا کی طرف سے تادیب کر میں حکم الٰہی کی طرف سے۔ فرض انسانی کے اندر ایسی شہادتیں موجود ہیں جو اس سے کہتی رہتی ہیں کہ تجھ پر چھوٹتا ہے۔ ایک طاقتور ہستی ہے۔ اور وہ ایک ہے۔ اس کے سامنے جیروں کو بعض نادانوں نے مسرور دھڑلایا وہ قیامی کو رہی۔ مگر خدا ہی کے بھائی بند دوسرے انسانوں نے اس میں قوت کیا ہے۔

میں کوئی نہر نہ تھی۔ خوش اعتقادوں نے کہا کہ پریشکری ہے۔ ہر جہل حصہ نہیں لینے دیا۔ آخر ایک صاحب نے اس سے بھی ہنر کاٹ لیا اور کسی نے خوب جیسے سے صوفی کہا۔ چلی کاٹ لیا۔ ہنر کاٹ لیا۔ لیکن انسانوں کو ایسی طاقتیں دی گئی ہیں۔ مگر دوسری طرف اسے حصہ نہیں دیا۔ وہ بڑے بڑے دوسرے کر لے۔ لیکن ایسی قوتیں دیا ہے۔ کہ اسے انکار کرنا پڑتا ہے۔ مجھ پر چھوٹتا ہے۔ ایک تمام کے لوگوں نے حضرت اقدس سے ایک سہرے کے لئے یہ عرض کیا تھا کہ اگر بار بار اسلحہ چھوٹا ہے۔ تو یہ سہرے نہیں دے پائیگی

اس وقت قبولیت کے اخص ہوتے ہیں اس کے بعد مقدمہ میں تھا۔ ہر جہل قبولیت کے لئے تھے۔ تو ایک ہی نے جو سلمان تھا۔ مخالفت شروع کی۔ وہ فیصلہ خلاف اہل بیت کے کر کے گھر سے چلے نکلا۔ اور نوکر کو پوچھ پچھانے کا حکم دیا۔ کہ جان بھری گئی پھر اس کے قائم مقام ہر جہل ہوا۔ اس نے اہل بیت کو مسجد والی۔ یہ خدا کے کام ہیں۔ اور وہ اپنی باتیں یوں مٹاتا ہے۔ اس میں کسی انسان کا دخل نہیں ہو سکتا۔ کوئی حصہ میں نہ خواہ کتنا بڑا ہے۔ دائرہ ہر باغیاب بادشاہ ہو یا دنیا کی اصطلاح کے مطابق شہنشاہ۔ اس شہنشاہ تو خدا ہے۔ آخر ایک غریب کی طرح مٹی میں دفن تھا ہے۔ یہ تو بادشاہوں کا حال ہے۔ کھانے سے بھی بڑھ کر ایک گروہ ہے۔ جس کے مقابلے میں بادشاہ ہمیشہ اڑ رہے ہیں۔ یعنی انبیاء و صحابی خدا کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں۔

دیکھو حضرت موسیٰ جیسے آدمی نے فرعون جیسے مطلق العنان انسان کے خلاف لڑنے والے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ اور وہ آپ کے سامنے خلیل و غلام سند میں غرق ہوا۔ مگر جو جب خدا کا فرشتہ ملک الموت آیا۔ تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہ کر سکے۔ خالق کا فیاض میں سے جو کہ موجود تھا لایا جیسے کشتی۔ واپس نہ۔ حضرت مسیح ان پر زیادہ مصیبت ڈالی گئی۔ اور اس میں ایسی کورجیاں نکلیں کہ جن سے صاف کھل جائے۔ یہ کسی لفظ و تقدیر ہی کے ماتحت ہیں۔ ابتداء تو بے شک حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام پر بھی تھے۔ مگر دشمن ان پر ایسا غلبہ نہ پاسکا۔ جتنا مسیح پر۔ اس میں حکمت تھی۔ اور اللہ نے تیار کیا تھا تھا۔ کہ مسیح خدا نہیں۔ بلکہ خدا تو ہیں ہوں۔

انفرد اللہ جل جلالہ کا مسئلہ ایسا صاف ہے مگر کچھ بھی بعض انسان ایسے گرسے۔ کہ انہیں نے تھروں کو معبود بنایا۔ دشتوں و دیواروں کو معبود بنایا۔ سانپوں کو معبود بنایا۔ پیدا ہونے والوں سے والوں کیلئے مرنے والوں کیلئے مرنے والوں کو خدا بنایا۔ پھر بعض نے بچے کو خدا بنایا۔ بعض نے اپنے دوستوں کو خدا بنائے۔ اپنے وقت پر ان سب چیزوں کی حمد و ثناء کی کر دی۔ یہی ثابت کر دی۔ یہی دوست پر کسی نے جہود کیا۔ کام پڑنے سے پہلے اسے ہاک کر دیا۔ آئے جان لے کہ تو مل کے قابل اور ذات ہے جو حق و قیوم ہے۔ مگر کہتے ہیں۔ مگر مبارک ہے وہ انسان جو مقرر کرے۔ پہلے خدا کی باتوں پر ایمان لائے۔ اور اسے ایک جانے۔ مانے۔ اور اس کی ذات پر کل امور میں مجبور ہو کر۔ دیکھو حضرت نے جب بیت کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشیوں کو بلکہ کہا۔ تو اس نے کہا کہ کیا یہی ہم نہ کہ شہید کسی کو بنا سکتے ہیں۔ اتنا ہی عقائد کیا۔ ایک طرف ہزاروں لوگوں آدمی اور دوسری طرف مسلمان

گردن کثرت کام آتی۔ اور نہ تو ملنے کے لیے مرد کی۔ جس سے حق نہیں کا طرح ہم پر مسئلہ کھل گیا۔ کھو اللہ اجل حضرت اور اس کی قوم نے یہ بھرا۔ مگر بہت سی شہادتیں کھانے کے بعد ممکن وہ انسان کیا ہدایت۔ جس مسئلہ کو پہلے کچھ اہل قیام کو لے۔

خلا ہی موجود ہے اور ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شکیب نہیں کئی مترقابل نہیں۔ صرف وہی فاسق جو محمدؐ کے لئے کی حق ہے۔ کیونکہ صحابہ سے کہتے ہیں۔ جس کی مدد کے بغیر کوئی کام ہو ہی نہ سکے۔ اس محمود بھی کو نامراض ذکر۔ ویکم ایک گورنمنٹ کسی پر نامراض ہو جائے۔ تو سب دوست و احباب سے چھوڑ جاتے ہیں۔ بچے دونوں کا ذکر ہے۔ جب گورنمنٹ لالہ لاجپت رائے نے پناہ نامراض ہوئی۔ تو آریہ سماج (جس کی وہ از حد مدد کرتے تھے) اور کرتے ہیں) نے نیوولیشن پاس کئے۔ کہ ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ تو پھر وہ ہیکر لایا کیونکہ سب پناہ نامراض ہو۔ اس کا کیا حال ہو گا۔ پس تم سب اس ذات پاک کو راضی کرو۔ اور اس کی ایسی مہارت کرو۔ جیسا کہ حق ہے مہارت کرنے کا یہ خدا کے ہی انسان جیسی بھیکنا ہے کہ ہر جہل اللہ کی فرمانبرداری کا خیال رکھے۔ اسے خوش کرو۔ تو سب خوش۔

مخلوق کو راضی کرنے کے واسطے ہونے سے کیا بن سکتا ہے۔ غافل کو راضی کرو۔ پھر سب ماضی ہی ماضی ہیں۔ دعائیں کرتے ہو۔ کہ مری جی خفیہ لایوں سے شکر آئے۔ سب سے بڑا شکر تو اسی نے مانے میں دنیا پرستی کا نہا۔ جیسے امام نے یہ مہر لے کر توڑا۔ میں دین کو دنیا پر مقدم کر دیں گا۔ اب اس عہد کو بنا ہو۔ اگر میں بھی مانتوں میں خیانت کرنے والے عہد کو بیاں کرنے والے رشتوں سے بغض و نفرت ہو لے لے ہوں۔ تو میں اور میں فرق کیا تھا۔

حضرت اقدس کے نمازیں ہم سیکھتے تھے۔ اب ہمارے کام کرنے کے دن آئے ہیں۔ چاہیے کہ پورے جوش کے ساتھ ہم اس احد صمد دین و ولولہ و ولولہ کی کفوی کی فرمانبرداری میں لگ جائیں۔ اور لوگوں کو اس واحد خدا اور اس کے نام کی طرف راغب مان آن مصائب سے نجات پائیں۔ جو مصائب انہی کی صورت میں ہر طرف سے بڑھ رہی ہیں +

ضرورت

ایک تسلیم یافتہ دستکاری میں ہر آدمی شریعتی کے لئے قربان لگے نہی احمدی لڑنے کی ضرورت خطبہ امت بام۔ م۔ م۔ م۔ (معرفت انصاف)

خلا سے درو!

ہر ایک کام و انسان شروع کرتا ہے۔ اس میں شکست پیش آتی ہے۔ خصوصاً نیک کاموں کی مخالفت تو نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر کمال نہیں حاصل ہوتا۔ اس کی مخالفت اپنا سارا دھارے اور تھک کر رہ جاتے ہیں۔ تو لوگوں پر کھن جاتا ہے کہ یہ بات خدا کی طرف سے تھی۔ اور بعض شیعہ اس کی ناحی مخالفت کر رہے تھے۔ بعض ہمہ کاموں کی بھی مخالفت ہوتی ہے۔ لیکن دونوں مخالفتوں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ پہلی کام کی مخالفت کرنے والے جھوٹے ہیں، دوسرے نہیں کرتے۔ اور جو غلط کام کی مخالفت کے ساتھ انسان شرارت سے قریب ہونے کی بجائے اس سے دور ہوتا ہے۔ پس جس کام کے مخالفت کو دیکھو۔ کہ وہ جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور اتنا ہم غلطی سے نہیں بچتے۔ اور ان کے توفیق میں ترقی کی بجائے کمی ہوتی جاتی ہے۔ تو جان لو۔ کہ یہ شریر ہیں۔ اور ایک امر حق کی مخالفت کر رہے ہیں جو انسان اس اصل کو نظر رکھ کر اپنے ارد گرد کے اختلافات پر نظر ڈالے گا۔ اس کے لئے میری یا کسی اور آدمی کی رہنمائی کی ضرورت ہی درپہیگی۔ اور وہ خود بخود فیصلہ کر لیگا۔ کہ کون سا امر حق ہے اور کونسا آدمی صداقت پر ہے۔

لوگوں میں طرح طرح کی باتیں شہو کی جارہی ہیں۔ کسی نے مشہور کیا۔ کہ پیغام صلح کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بند کر دیا ہے۔ کسی نے کہا۔ کہ الفضل لینے سے حضرت نے انکار کر دیا ہے۔ پیغام صلح کو حضرت نے بند نہیں کیا۔ بلکہ اس کے ایک سیاسی مضمون کی وجہ سے اس پر اظہارِ رنج فرمایا تھا۔ اور اس کا بیٹا بند کر دیا تھا۔ اور یہ امر بطور تہدید و تنبیہ کے تھا۔ ذکر اس اخبار کو بند کر دیا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے ایک خط پر اس اخبار میں ایسے حواشی شروع ہو گئے تھے جو آپ کے منشاء کے خلاف تھے۔ انہی ہی بات کو بڑا بڑا سنتے ہیں۔ کہ یہ بنا لیا گیا۔ کہ پیغام صلح کو آپ نے بند کر دیا حکم دیا۔

”فضل کی نسبت جو مشہور کیا گیا۔ اس سے خلیفۃ المسیح نے بیٹا بند کر دیا۔ یہ بھی غلط ہے۔ اور نہ لے والوں نے بات بتائی ہے۔ اور اصل یہ چند فریروں کا کام ہے جو کئی سال سے اس بات کی پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ جس طرح ہو مجھے اور میرے عزیز کو بھڑام کریں۔ ہر ایک قسم کے جھوٹ اور افتراء سے کام لیتے ہیں۔ اور ممکن سے ممکن طریق پر خیر خیر جماعت میں ہی خود ساختہ باتیں پھیلاتے ہیں۔ کہ جن سے جماعتیں جو وطنی پھیلتی ہیں۔

جیسا کہ اس سلسلے میں بھی ہے۔ ان ہی لوگوں نے بعض ایسے اسباب کی وجہ سے جھکا خدا کے فضل سے مجھے ملے اس بات کو چھوڑا۔ اور مجھے چند خروں میں خوب ابھی طرح سے معلوم ہو گیا ہے۔ کہ یہ لوگ کیا کیا جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ اور ایسی متواتر شہادت پہنچی ہے۔ کہ میں انکار نہیں ہو سکتا۔ اور جو باتیں میں نے اپنے کانوں سے سنیں۔ ان کو انکار کر ہی نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھ پر ان لوگوں پر ہے۔ جو باوجود تقویٰ اور طہارت کی زندگی بسر کرنے کے مختلف شہر میں ان فقر پر دائروں کے اول المغافین بن جاتے ہیں۔ اور رسول میں پھیل جاتے ہیں۔ لیکن یہ مغفوری انسانوں کو دھوکا دے سکتے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں پر پٹیوں باندھ سکتے ہیں۔ کہ وہ حق کی سن کی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا خلاصی دھوکا کھا سکتا ہے۔ کیا اس کی نظر سے بھی کوئی کارروائی پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ کیا اس کے علم سے بھی کوئی بات غائب ہو سکتی ہے؟ وہ عظیم و خیر ہے۔ اور ایک دن سب شرارتوں کے لئے کھول دے گا۔ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اپنے غفلت سے اگر انسانوں کو دھوکا دے سکتے ہیں۔ تو خدا کو بھی دھوکا دے دیں گے۔ خدا تعالیٰ اگر ان کو ڈھیل دیتا ہے۔ تو اس لئے نہیں کہ وہ ان کے کا زمانوں سے خبر پر آشوب ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ انہیں ان کے بعض کاموں کی وجہ سے تو یہ کام موقع دینا چاہتا ہے۔ مگر وہ بجائے سمجھنے کے غمانہوں میں اور ترقی کر رہے ہیں۔ کلا بیکس الذین کفروا انما علیٰ لہم خیر ولا یفسدہم افعالہم لعلہم یزیدوہم اذلا و اشوا لعلہم یتوبوا علیہم۔ اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا نام نہ دیکھا ہو۔ کبھی گھبرا کر دل چاہتا ہے۔ کہ ان کے لئے دروغا کر دیں۔ لیکن مجبور ہوں۔ کہ اجازت نہیں اور میری قیامت ہے کہ ایک دن انکھوں سے پٹیاں کھل جائیں گی۔ اور دیکھنے والے دیکھیں گے۔ جو دیکھیں گے۔ خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اور وہ تھوڑا نہیں۔

الحق نے پیغام صلح کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے بارے میں اعلیٰ سے استمراخ نہیں کیا۔ خواجہ صاحب شیخ رحمت اللہ مرزا یعقوب بیگ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سب مخلص ہیں۔ اور تفرقہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ (شریروں کا) ان کا بہتر علاج کرے گا۔ واللہ انہما یجعلانہما منہم ومنہم ایک من شہر و صحر۔

جماعت کو چاہئے ہر ایک معاملہ میں سچ سمجھ کر قدم رکھے اور شریروں کے دھوکے میں نہ آئے۔ اور ان لوگوں کو جو جھوٹ اور افتراء سے اپنے پوشیدہ مقاصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

چلیے کہ خلا سے ڈریں۔ جو اصلینا الایمان غیغ۔ غیغ کے کم سے کہا اور شائع کیا ہے۔

کلام محمد

حضرت حاجیہ میرزا بشیر الدین محمد صاحب احمد صاحب کاغذ کلام ہے سبحان اللہ! اپنے اندر کشش مغناطیس سے بھر کر آڑھٹا ہے۔ کہ بول ہو وہ سفاک ایک مذہب سے ملے نکلیں۔ ان میں جو نکتہ دوسرا غلط ہے۔ وہ ہرگز ہرگز نہاد میں نہیں۔ اور کچھ اسٹار جو اپنے سولہ اہل سنت و جماعت میں تھے چلیں۔ ان کا اثر تو جلد سے بھی بڑھ کر تھا ہے۔ ملازمین آپ نے حضرت مسیح موعود کے فرق میں اور قوم کی حالت ناس کے متعلق جو اظہار ہے ہیں۔ وہ موقوف ہونے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ بائیں ایک نسخہ دیکھا کہ خلافت میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ سب کچھ غلط ہے۔ قیمت ۱۰۰ (چار اٹھ)

چشمِ معرفت

یہ نظر کتاب حضرت اقدس مذہبی حیات علیہ السلام کے آخری دہائی میں لکھی ہے۔ آریل نے جو اصول کسی مذہب کی صداقت کے لئے متروک ہیں۔ ان پر ایک یہ مکتب بحث کی ہے۔ اور مذہب کے عقائد کو بخوبی سمجھنا چاہیے۔ اور آخر میں سکھ کے موعود کے اصل مذہب کی طرف بھی توجہ دائی ہے۔ اور اس میں ایک طالب حق کے لئے کافی دلائل جمع کر دیے ہیں۔ قیمت (۱۰۰)

حقیقۃ الوحی

اس کتاب میں جو بہت بڑے حجم کی ہے۔ حضور نے اپنے اور جوتہ الہام میں باب الالامیہ لکھا ہے۔ اور اپنی کئی سہ سہ گواہان شواہد کے ساتھ مشروح و مفصل ارقام فرمائی ہیں۔ حتیٰ کہ کچھ کہ ایک من کا بیان ۱۰۰۰ ہوتا ہے۔ اور مگر منیہ پر حجت برہنہ قائم ہوتی ہے۔ قیمت ۱۰۰ (چار روپے)

قادیان کے آریہ اور ہم!

یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے جو آیات و نجات پر ہے۔ اس میں اپنی اپنی پیش گوئیوں کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ اور اس میں ایک نہایت لطیف نظم بھی ہے۔ قیمت (۱۰۰)

لے گا یہ فضل قادیان دارالامان